THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Wednesday, February 20, 2013
(91st Session)
Volume III, No.03
(Nos.1-17)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran....…………...……..	1
2.	Leave of Absence…………………………………	1
3.	Presentation of Reports of the Standing Committee..	2
4.	Continued Discussion on Adjournment Motion Regarding Recent Bomb Blast in Quetta Killing 96 and Injuring Nearly 200 Persons of Hazara Community……………………………………….	3-38
5.	Privilege Motion …………………………………	39-42

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume III SP. III(03)/2013
No.03 15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, February 20, 2013

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at half past four in the evening with Mr. Chairman (Syed Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔

ترجمہ: اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو۔ پس اگر ایک ان میں دوسرے پر ظلم کرے تو اس سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے پھر اگر وہ رجوع کرے تو ان دونوں میں انصاف سے صلح کرا دو اور انصاف کرو۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(سورۃ الحجرات آیت ۹)

Leave of Absence

Mr. Chairman: We take leave applications.

جناب چیئرمین: جناب گل محمد لاٹ صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ اجلاس میں مورخہ 21,22,28,29 جنوری اور یکم تا 8 فروری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب مشاہد حسین سید صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ ۱۸ تا ۲۲ فروری ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سیدہ صغریٰ امام صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۹ فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب روزی خان کاکڑ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ بیس فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: مفتی عبدالستار صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ بیس فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب عثمان سیف اللہ خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ بیس فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Presentation of Reports of the Standing Committee

Mr. Chairman: Agenda item No. 1-A, Senator Abdul Nabi Bangash to present the report.

Senator Abdul Nabi Bangash: Thank you Mr. Chairman. I have the honour to present the report of the Committee on the Bill to provide for the establishment of South Asian Strategic Dar-ul-Madina International University [The Dar-ul-Madina International University Islamabad Bill, 2013].

Mr. Chairman: The report stands presented. Item No.1-B, Senator Abdul Nabi Bangash, Chairman Standing Committee on Education and Training may move item No.1-B.

Senator Abdul Nabi Bangash: I have the honour to present the report of the Committee on the Bill to provide for the establishment of South Asian Strategic Stability Institute (SASSI) University Islamabad [The South Asian Strategic Stability Institute University Islamabad Bill, 2013].

Mr. Chairman: Report stands presented. Senator Abdul Nabi Bangash, Chairman Standing Committee on Education Training may move item No.1-C.

Senator Abdul Nabi Bangash: I have the honour to present the report of the Committee on the Bill to provide for the establishment of MY University Islamabad [The MY University Islamabad Bill 2013].

Mr. Chairman: The report stands presented. Now move on to Item No.2. We move on Item No.3.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر (قائد ایوان): Adjournment motion لے لیں mean time cabinet meeting ختم ہوجائے گی وہ آ جائیں گے۔

Continued Discussion on Adjournment Motion Regarding Recent Bomb Blast in Quetta Killing 96 and Injuring Nearly 200 Persons of Hazara Community

Mr. Chairman: We may now take up Item No.5, regarding further discussion on the admitted motion moved by Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi on 19th February, 2013 on the following subject regarding recent bomb blast in Quetta killing 96

and injuring nearly 200 persons of *Hazara* Community. Yes, Senator Abdul Nabi Bangash.

سینیٹر عبدالنبی بنگش: شکریہ جناب چیئرمین! ہمارے ملک میں اندوہناک حادثے ہو رہے ہیں اور آج کا موضوع بحث ہزارہ کمیونٹی پر کوئٹہ میں ہونے والا ظلم ہے۔ اس سے پہلے بھی یہی ہوا کہ 88 لاشوں کے ساتھ وہ مسلسل تین چار دن تک سردی اور برف باری میں بچے، خواتین، بوڑھے اور جوان سب بیٹھے رہے۔ انہوں نے جس طریقے سے ایک پرامن احتجاج کیا تھا اس کے reaction میں حکومت نے انتہائی اقدام کرتے ہوئے وہاں کی صوبائی حکومت کو برخاست کیا اور وہاں پر گورنر راج نافذ کیا۔ کچھ عرصہ سکون رہنے کے بعد ابھی دوسرا حادثہ ہوا ہے۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ ہم کینسر کا علاج Panadol سے کرنا چاہتے ہیں اور ہمیشہ سے یہ ہمارا وتیرہ رہا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ سارے سلسلے کہاں سے شروع ہوتے ہیں، ان کے تانے بانے کہاں ملے ہوتے ہیں۔ کون لوگ ہیں جو یہ کر رہے ہیں اور ہم کیوں اپنے انفرادی خوف کی وجہ سے یا ذاتی مفاد کی وجہ سے یا کسی اور مصلحت کی بنا پر ان لوگوں کا نام لینے سے قاصر ہیں۔ میں اس سے پہلے بھی اس floor پر بہت دفعہ کہہ چکا ہوں۔ جناب چیئرمین! ہم انتہائی selfish قوم بن چکے ہیں۔ انتہائی بے حس قوم ہو چکے ہیں۔ یہاں پر سو سو جنازے پڑے ہوتے ہیں اور وہاں پر لوگ سیاست چمکا رہے ہوتے ہیں، کئی لوگوں کو میں نے سنا، بڑے ذمہ دار لوگوں کو سنا جو کہتے ہیں کہ یہ لاشوں پر سیاست کرتے ہیں اور لوگ demonstration کر رہے ہیں، ان کے پیچھے بڑے عوامل ہیں، ان کے کچھ اور عزائم ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ انتہائی گھٹیا سوچ ہے، یہ انسانیت کی تذلیل ہے۔ مرض کا پتا چل چکا ہے، مریض ICU میں پڑا ہے، ڈاکٹر سمجھتا ہے کہ اس مرض کی دوا کیا ہے لیکن اس ڈاکٹر کی نیت میں فتور ہے۔ ڈاکٹر خود نہیں چاہتا کہ اس مریض کو شفا ہو۔ مجھے بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری intelligence and armed forces بلوچستان میں کافی عرصہ سے operation کر رہی ہیں، یہ open secret ہے، اگر وہ اس میں ناکام ہیں تو پھر ہم کسی آسمانی مخلوق یا معجزے کی توقع ہی رکھ سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! مجھے یہ کہتے ہوئے کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ جو سوات میں ہوا، فاٹا اور بلوچستان میں ہو رہا ہے، یہ پورا adventurism ہے ہمارے ان اداروں کا جنہوں نے پاکستان کو نیست و نابود کر دیا ہے۔ یہ وہ ادارے ہیں جو اس قوم کے خون پسینے کی کمائی سے پلتے ہیں اور وہی ادارے خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔ میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ they are involved, they

are giving them shelter, they are supported by them, they are accommodating them. انہوں نے accommodate کیا ہے۔ اب آپ دوسری طرف آ جائیں you are not capable اگر آپ capable نہیں ہیں either you are one of them, either you are not capable to stop such culprits and criminals. سو کیا رہ جاتا ہے، کیا اخلاقی قانونی جواز رہ جاتا ہے۔ جناب والا! میں لاہور کو پاکستان کا دل سمجھتا ہوں، وہ میرا ہی شہر ہے، میں دنیا میں گھومتا ہوں اور ہمیشہ کہتا ہوں لاہور، لاہور ہے، اللہ اسے سلامت رکھے۔ اسی طرح پھول کی طرح رکھے جس طرح وہ اس وقت ہے لیکن کیا یہ اتفاق ہے کہ کراچی، کوئٹہ اور پشاور تباہ ہو رہے ہیں اور آپ لاہور جائیں ماشاء اللہ تو یورپ میں چلے جائیں گے۔ کیوں ؟ This is question mark. یہ آج سے نہیں ہے، تیس سال سے پاکستان میں تینوں صوبے جل رہے ہیں اور اس ملک کا ایک صوبہ بچا ہوا ہے، اللہ پاک کم از کم اس کو ہی سلامت رکھے لیکن اس کے پیچھے بہت بڑی سازش کارفرما ہے۔ جناب والا! یہ پوائنٹ نوٹ کرنے والے ہیں کہ ہزارہ کمیونٹی جو کہ بہت شریف اور پڑھے لکھے لوگ ہیں وہ کبھی بھی فرقہ وارانہ activities میں involve ہی نہیں ہوئے، سب کو پتا ہے کہ ان کو کون مار رہا ہے۔ یہاں پر لوگ اس چکر میں ہیں کہ ہماری اسمبلی بحال کرو تاکہ وہاں پر interim government ہو۔ ایک Chief Minister اور دوسرا Opposition Leader ہو تاکہ interim government ان کی ملی بھگت سے بن سکے جس طرح سندھ میں کیا گیا۔ ہم اتنے خود غرض ہو چکے ہیں کہ آج بھی جوڑ توڑ اور اس سوچ میں لگے ہوئے ہیں کہ اگلی حکومت میں ہمارا ہی set up آ جائے تاکہ ہم کچھ بٹور سکیں۔

جناب والا! میں بار بار یہ کہہ رہا ہوں کہ سر سلامت رہے، اللہ کرے ملک سلامت رہے تب ہی ہم سیاست کر سکیں گے۔ ہم جس ڈگر پر چل نکلے ہیں، جو ہمارے طریقے، body language ہے، جو ہمارے ذمہ داران کا رویہ ہے، مجرم، اغوا کار جتنے بھی ظالم لوگ ہیں وہ سوسائٹی میں معزز اور بااختیار بن جائیں، کوئی ان کا قلع قمع نہ کر سکے تو وہ سوسائٹی تباہ ہو جاتی ہے۔ کفر پر ملک چل سکتا ہے لیکن ظلم پر نہیں چل سکتا۔ اگر آپ ظالم کا ہاتھ نہیں پکڑ سکتے تو آپ کو کوئی حق نہیں کہ حکمرانی کریں۔ جناب والا! ہماری agencies اپنے آپ کو No.1 and No.2 intelligence agencies کہتی ہیں، اگر ایسا ہی تو پھر ان کو کیوں پتا نہیں چلتا؟ کیوں وقت پر ان کی سرکوبی نہیں کرتے؟ کیوں ہر روز لوگ مارے جاتے ہیں؟ یہ کہتے ہیں نامعلوم افراد نے مارا ہے۔ یہ الفاظ سن سن کر ہمارے کان پک گئے ہیں۔ کبھی

ملک صاحب کہتے ہیں کہ غیر ملکی ہاتھ ملوث ہے لیکن کسی ملک کا آج تک نام نہیں لیا گیا۔ غیر ملکی ہاتھ کیسے کاٹیں گے جب آپ کو پتا ہے کہ غیر ملکی ہاتھ ہیں؟ اس ملک کا نام لو۔ شر پسند افراد، نامعلوم افراد، غیر ملکی ہاتھ، اس کے بعد ہم بری الذمہ ہیں زیادہ ہوا تو جی بس تحریک طالبان نے کر دیا ہے۔ تحریک طالبان والے روزانہ ٹی وی پر live interview دیتے ہیں۔ سب کو پتا ہے کہ آج کل کی technology میں کسی کو trace out کرنا کتنا مشکل ہے لیکن جناب والا! دوغلی اور منافقانہ پالیسی سے ہم اپنے ہی وجود کو خود نگل رہے ہیں، ختم کر رہے ہیں۔ ہم اپنا گوشت کھا رہے ہیں، اپنے بچوں کو خود مروا رہے ہیں اور یہاں بیٹھ کر ہم جو مراعات لے رہے ہیں، میں کہتا ہوں کہ ہم سب حرام کی کھا رہے ہیں۔ جناب والا! قوم کے ساتھ بہت زیادتی ہے کہ منتخب نمائندے عوام کو پانچ سال میں security provide نہیں کر سکے اور پتا نہیں کس مصلحت کے تحت چپ ہیں؟ جتنے بھی trouble creators ہیں، وہ ہماری armed forces میں ہیں اور آپ ان کی تعریفیں کرتے ہیں۔ جو نوجوان شہید ہوتے ہیں وہ ہمارے بچے ہیں لیکن وہ حکم کے غلام ہیں۔ یہ شطرنج کا کھیل ہے، جرنیل شطرنج کا کھیل کھیل رہے ہیں اور ہمارے بچے شہید ہو رہے ہیں۔ کسی جرنیل کا بچہ شہید نہیں ہو رہا ہے۔ یہ ہماری قوم کے بچے شہید ہو رہے ہیں۔ یہ ہماری قوم کو emotionally blackmail کر رہے ہیں۔ سب غریب کے بچے شہید ہو رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! خدارا! حق کی بات کریں۔ خدارا! اب وقت ہے کہ سچ بولو اور سچ سنو چاہے وہ کڑوا ہو۔ چاہے وہ جتنا بھی تلخ ہو لیکن ہمیں تلخ حقیقت کو تسلیم کرنا پڑے گا اور ان لوگوں کا ہاتھ روکنا پڑے گا۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب عبدالحسیب خان صاحب۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب چیئرمین! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ یکجہتی کا اظہار کر لینا، دکھانے کے لیے آنسو بہا لینا، اس سے مرنے والوں کے لواحقین کے آنسو نہیں پونچھے جا سکتے۔ جناب چیئرمین! ہم لاشوں پر تقاریر کر رہے ہیں۔ ہم لاشوں پر مذمتی بیانات جاری کر رہے ہیں۔ ہم لاشوں پر فاتحہ خوانی کر رہے ہیں۔ ہم لاشوں پر talk shows کر رہے ہیں۔ کیا یہ اللہ کو مزید ناراض کرنے کے لیے کافی نہیں ہے؟ کیا یہ منافقت نہیں ہے کہ ہم کہہ کچھ رہے ہیں اور کر کچھ رہے ہیں۔ کیا پورے ملک میں منافقت نہیں پھیلی ہوئی ہے؟ جناب چیئرمین! جہنمی صرف دو لوگ ہوں گے، ایک کافر اور دوسرا

منافق اور منافق وہ ہے جو مسلمان ہوتا ہے لیکن حقیقت میں وہ مسلمان نہیں ہوتا اور وہ جہنمی ہے۔ کیا ہم منافقت نہیں کر رہے ہیں؟ یہ لاشیں آپ سے پوچھ رہی ہیں کہ صوبائی حکومتیں کہاں ہیں؟ جناب چیئرمین! یہ لاشیں پوچھ رہی ہیں کہ ان کے جان و مال کے محافظ کہاں ہیں؟ میں تقریر نہیں کر رہا ہوں، یہ میرے دل کی آواز ہے کیونکہ اب ہمیں حقیقت سے کام لینا چاہیے۔ جناب چیئرمین! یہ لاشیں پوچھ رہی ہیں کہ ان علاقوں کے سیاستدان کہاں ہیں؟ جناب چیئرمین! یہ لاشیں پوچھ رہی ہیں کہ قومی اسمبلی کے لوگ اجلاس میں کیوں بیٹھے ہوئے ہیں؟ لاشیں یہ بھی پوچھ رہی ہیں کہ سینیٹرز ایوان میں کیوں بیٹھے ہوئے ہیں اور یہاں بیٹھ کر کیا کر رہے ہیں؟ پورے ملک میں آگ لگی ہوئی ہے، تینوں صوبے جل رہے ہیں اور ہم تقریریں کر رہے ہیں۔ پاکستان کو مذہبی فرقوں میں بانٹ دیا گیا ہے، اگر مذہب کی بنیاد پر اس طریقے سے خون بہایا جائے گا اور ہم تقاریر کرتے رہیں گے تو اس سے کوئی چیز حاصل نہیں ہو سکتی۔ مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ میرے ملک کے مالک کس قدر معصوم ہیں، میں حکومت کی بات کر رہا ہوں، میرے اس ملک کے مالک کس قدر معصوم ہیں، قتل کر کے پوچھتے ہیں کہ جنازہ کس کا ہے۔ کیا ہم انہی کی باتیں کرتے رہیں گے یا کوئی عملی قدم بھی اٹھائیں گے؟ یہاں وزیر داخلہ بیٹھے ہوئے ہیں جو بڑے ہی مصروف شخص ہیں لیکن صوبوں میں کیا ہو رہا ہے؟ صوبائی حکومتیں کیا کر رہی ہیں؟ وہاں پر رینجرز بیٹھی ہوئی ہے لیکن رینجرز سے کام نہیں لیا جا رہا ہے۔ وہاں پر پولیس ہے لیکن اس کو اختیارات نہیں دیے جا رہے ہیں اور ہم تقریریں کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! انسانیت قتل ہو رہی ہے، پاکستان کی معیشت برباد ہو رہی ہے۔ جو لوگ شہید نہیں ہو رہے ہیں، جن لوگوں کو ذبح نہیں کیا جا رہا ہے، وہ لوگ بھوک سے مارے جا رہے ہیں۔ وہ بھوک سے اس لیے مارے جا رہے ہیں کہ ان کو نوکریاں نہیں مل رہی ہیں اور نوکریاں اس لیے نہیں مل رہی ہیں کیونکہ فیکٹریوں میں کام کرنے والے لوگ فیکٹری نہیں جا پا رہے ہیں۔ آپ نے کراچی کو سوچے سمجھے منصوبے کے تحت برباد کر دیا ہے۔ اگر پاکستان کی معیشت کی جڑ کراچی جو پاکستان کا mini hub ہے، جہاں معیشت ہے، وہاں پر law and order کی یہ حالت اگر جاری رہی تو ان لوگوں کا کیا ہو گا جو بھوک سے مر رہے ہیں؟ کیا بجلی، پانی اور گیس بند کرنے کے بعد اگر ان لوگوں کا گھر سے باہر نکلنا بھی مشکل ہو جائے تو جناب چیئرمین! ان کے پاس باقی کیا بچے گا؟ آپ elections کی بات کر رہے ہیں، میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ کل ہم یہاں پر قائم رہیں گے بھی یا نہیں رہیں گے؟ کیا ہم elections میں حصہ لینے کے لیے ہم گھر سے باہر نکل بھی سکیں گے یا نہیں؟ ہم صرف تقاریر کرتے رہیں گے یا

game کھیلتے رہیں گے۔ مذہبی علماء کرام اور جیّد سیاستدان کہاں ہیں؟ یہ سب لوگ ایک جگہ کیوں نہیں بیٹھتے؟ یہ یہاں اسلام آباد میں ایوان صدر میں آ کر کیوں نہیں بیٹھتے؟ یہاں بیٹھ کر ایک control room قائم کریں اور وہاں سے operation شروع ہو۔ قاتل اور identified areas ہیں اور ہم تقریریں کر رہے ہیں۔ جو لوگ پکڑے جاتے ہیں، وہ ایک ہفتے کے اندر چھوٹ جاتے ہیں اور مزید نئے عزائم کے ساتھ باہر آتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں آخری بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ منافقت ختم نہ ہوئی تو میں آپ کو قرآن کا فیصلہ سنانا چاہتا ہوں جو بہت آسان ہے (اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ) منافقین جہنم میں نچلے ترین درجے میں ہوں گے، کافر مجھ سے اوپر ہو گا کیونکہ میں منافقت کر رہا ہوں۔ صبح سے شام تک اور رات سے صبح تک صرف منافقت ہے، اس میں نہ قوم ہے، نہ قوم کی بہتری ہے، نہ قوم کی روٹی ہے، صرف باتیں ہی باتیں ہیں۔ اللہ پاکستان کی حفاظت کرے اور جو حاکم ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے کہ وہ یہ سمجھیں کہ جو بچہ مر رہا ہے، وہ ان کا بھی ہو سکتا ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! شکریہ۔ جس طرح میرے ساتھیوں نے صورتحال پر بات کی ہے اور خصوصاً بلوچستان میں جو دوسرا واقعہ ہوا، بہت افسوسناک ہے اور ہماری قوم کے لیے شرم کی بات ہے کہ ایک community کو بار بار target کیا جا رہا ہے۔ صوبائی حکومت جو elected government تھی، اس کو اسی بنا پر ختم کیا گیا کہ یہ deliver نہیں کر سکتے اور جب گورنر صاحب آئیں گے تو وہ deliver کریں گے۔ اس کے بعد اس سے بھی بڑا دھماکہ ہوا اور گورنر صاحب کہتے ہیں کہ ہماری intelligence agencies fail ہو چکی ہیں۔ یہ افسوسناک بات ہے کہ federation کا نمائندہ جو head of province ہے، وہ یہ بات کر رہا ہے۔ ہماری agencies کے ناکام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ state ناکام ہوتی جا رہی ہے۔ آپ کی state کی writ ختم ہو رہی ہے اور جب آپ کی agencies fail ہو گئیں تو سمجھیں کہ آپ کا system بیٹھ گیا۔ ان agencies سے کوئی پوچھنے والا ہے؟ کیا گورنر صاحب قوم کو یہ باور کرا سکتے ہیں کہ وہ agencies سے پوچھیں گے کہ failure کیوں ہوا ہے اور جن لوگوں نے غفلت کی یا فرائض کو صحیح طور پر انجام نہیں دیا، ان کے خلاف

کوئی action بھی لیا گیا کہ نہیں؟ یہ ایک سوالیہ نشان ہے؟ جس طرح میرے ساتھیوں نے کہا کہ ہم تقریریں کر کے چلے جاتے ہیں لیکن کوئی action نہیں ہوتا۔

جناب! سب سے بڑی بات یہ کہ وزیر داخلہ صاحب کہتے ہیں کہ اطلاع ہے کہ دہشت گردی ہونے والی ہے۔ ٹھیک ہے، اطلاع ہے، یہ identify نہیں ہو رہا کہ کہاں ہونے والی ہے لیکن یہ تو ہے کہ کہاں سے آپ نے اس کو intercept کیا۔ کیا ایک بندہ اپنے اوپر بم باندھ کر طے کر لیتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں جا کر suicide attack کرتا ہوں یا ایک بندہ tanker بھر کر لے جاتا ہے کہ میں وہاں پر لوگوں کو اڑا دوں؟ ظاہر ہے اس کی sanctuaries ہیں، ان کے headquarters ہیں، ان کو سمجھانے، training دینے اور پہنچانے والا ایک system ہے۔ آج تک وہ اس system تک کیوں نہیں پہنچ سکے؟ کیا ہم نے آج تک اس system پر ہاتھ ڈالا ہے؟ یہ ایک بندے پر ڈالتے ہیں کہ ایک بندہ آیا ہے اور اس کو ڈھونڈو اور پکڑلو یا شہر کے اندر ایک گاڑی آئی اور اس کو follow کرو۔ یہ تو ممکن نہیں ہے، ممکن تو یہ ہے کہ جہاں سے چلی ہے، جہاں سے ان کو order and training ملی ہے، وہاں پر ہاتھ ڈالا جائے۔ تیس سال میں ہم نے لشکر بنا دیے ہیں اور جس طرح میرے ساتھی نے کہا کہ کوئی غفلت میں نہ رہے، اب بھی پنجاب گڑھ ہے، کن کا؟ ہم نے جو لشکر بنائے تھے چاہے وہ 'جیش محمد'، 'لشکر جھنگوی' یا 'لشکر طیبہ' ہے، جو بھی ہے۔ Tribal Area میں تو وہ سر چھپانے کے لیے بھاگ جاتے ہیں یا ان کو طالبان کا ایک نام ملا ہوا ہے، وہ سارے یہیں کے ہیں اور اس دھرتی کے اندر ہیں۔ آپ کے شہر میں، آپ کے ہمسائے میں ہیں۔ آپ ان پر ہاتھ کیوں نہیں ڈال رہے؟ کیوں اس ملک کو تباہی کی طرف لے کر جانا چاہتے ہیں؟ ہمارے اپنے بھی کچھ مقاصد ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کے ذریعے کشمیر آزاد کرائیں گے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ افغانستان پر ان کا قبضہ کرا کے پانچواں صوبہ بنائیں گے۔ جناب! اگر آپ کسی کو پتھر ماریں گے یا آگ لگائیں گے تو وہ آپ کو کبھی بھی پھولوں کے گلدستے نہیں بھیجیں گے۔

ہم اس وقت سے چیخ رہے تھے۔ آج کراچی کی صورتحال دیکھیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ اگر 80's سے پہلے دیکھیں تو پورے پاکستان میں کوئی بندہ بھی مجھے نہیں بتا سکتا کہ وہ کلاشنکوف نام کی کسی چیز کو جانتا تھا؟ کوئی نہیں جانتا تھا۔ یہ ہماری اپنی پیدا کردہ صورتحال ہے اور جن سے ہم کو آج خطرہ ہے، وہ بھی ہمارے اپنے ہیں، کوئی پرائے نہیں ہیں، ان کو چاہے کوئی بھی نام دے دیں۔ کوئی بھی ان کو پیسے دے کر آپ کے خلاف استعمال کر سکتا ہے لیکن ان کو training ہم نے دی ہے اور ان

کو اپنے سارے assets بتائے ہیں اور ہمارے assets ہی ہمارے خلاف استعمال ہو رہے ہیں۔ ہمارے ہمسایوں میں سے کون سا ہمسایہ ہم سے خوش ہے؟ ہندوستان تو ازلی دشمن ہے کیونکہ اس نے کشمیر پر قبضہ کیا ہوا ہے، وہ ہم لیں گے لیکن ایران سے کیا لینا چاہتے ہیں؟ چین سے کیا لینا چاہتے ہیں؟ افغانستان پر کیوں قبضہ کروانا چاہتے ہیں؟ اگر ہماری policy یہی رہی تو ہمارا ملک تباہی کی طرف جائے گا۔ آج بلوچستان میں یہ واقعہ ہوا ہے تو کوئی باہر سے نہیں آیا، ہمارے ہی لوگ ہیں۔ میں نے آج اخبار میں پڑھا کہ وہ planning لاہور میں بنی ہے۔ جو مواد پکڑا گیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ لاہور سے بھر کر لے کر گئے ہیں۔ اگر اس ملک کی یہ صورتحال ہے کہ ہمیں اپنے شہروں میں نہیں پتا کہ ان کی sanctuaries کہاں ہیں، کہاں پر ان کی bases ہیں۔ یہ کہاں پر پڑھتے ہیں، training لیتے ہیں یا ان کی brain washing کی جاتی ہے۔ اگر ہماری intelligence agencies کو یہ نہیں پتا تو وہ کیا کرتی ہیں؟ اس کا مطلب یہ ہے ہم اور ہماری state fail ہو چکی ہے۔ اگر آپ کی agencies ناکام ہوئی ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی state ناکام ہو گئی۔ اسی لیے یہ صورتحال بن رہی ہے۔ اب بھی وقت ہے، ہمیں ایک لکیر کھینچنی چاہیے، یہ political leadership کی ذمہ داری ہے، یہ نہ سوچیں کہ کس کی حکومت ہے۔ یہ حکومت رہے یا نہ رہے، یہ حکومت جائے گی تو کوئی اور آجائے گا لیکن ہمیں ایک فیصلہ کرنا ہو گا کہ اس ملک کی تقدیر کے فیصلے کون کرے گا۔ کیا وہ ادارے کریں گے جنہوں نے ہمیں اس نوبت تک پہنچایا ہے؟ کیا وہ لوگ کریں گے، جنہوں نے لشکر بنائے ہیں؟ کیا وہ لوگ کریں گے جن کی یہ سوچ ہے کہ ہم فلاں جگہ پر قبضہ کر لیں گے؟ ہمیں تباہی کے علاوہ کچھ نظر نہیں آرہا۔ ہمیں ان اداروں کے آگے line draw کرنی ہو گی کہ بس جو کچھ ہو گیا، ہو گیا، اب آپ کا کوئی کام نہیں ہے۔ آپ کو order ملے گا اور آپ نے action لینا ہے چاہے جہاں بھی ہو، آپ اگر نہیں کریں گے تو تباہی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔

جناب! میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ اکیلے حکومت کے بس کی بات نہیں ہے، نہ ایک political party کے بس کی بات ہے، ہم من حیث القوم ساری political parties اکٹھی ہوں جو کسی کے لیے بھی نرم گوشہ رکھتی ہیں یا یہ سوچتے ہیں کہ وہ elections لڑ کر آجائے گا تو اس کے سامنے بھی یہی چیز ہو۔ ہمیں متفقہ طور پر ایک لائحہ عمل تیار کرنا ہو گا تاکہ ہم اس دلدل، عذاب اور ناسور سے اس ملک کو نجات دلا دیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ رحمٰن ملک صاحب۔ Raza *sahib*, I thought you رحمٰن ملک صاحب have withdrawn your request. Raza Rabbani *sahib*. تشریف رکھیں، رضا ربانی صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, is the Interior Minister going to wind up?

Mr. Chairman: We have got only two hours and we have already exceeded that time but it is an important issue that is why we said OK, we can go beyond two hours. You would be the last speaker and the Interior Minister would respond to it.

سینیٹر میاں رضا ربانی: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اس موضوع پر پہلے اتنی بات ہو چکی ہے کہ شاید اس پر اب مزید بات کرنا مناسب نہ ہو لیکن چونکہ وفاق پاکستان اس وقت نہایت ہی کٹھن دور سے گزر رہا ہے اور شاید آنے والا مورخ کم از کم اس بات کی گواہی ضرور دے گا کہ پاکستان کی پارلیمان اور پاکستان کی پارلیمان کے ممبران نے بارہا نشاندہی کی لیکن اس نشاندہی کے باوجود interstate نے اپنی سمت درست نہیں کی۔

جناب چیئرمین! agencies and intelligence reports کے بارے میں بہت سی باتیں کی گئیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ law and order صوبائی معاملات ہیں اور وفاق اس حد تک کر سکتا ہے کہ وہ information pass on کرے اور دیگر اقدامات صوبوں کو اٹھانے ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم موجودہ صورتحال کو صرف institution basing کی حد تک محدود رکھتے ہیں تو شاید ہم کوئی مثبت نتائج سامنے نہ لاسکیں۔ لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کا اور وفاق پاکستان کا مسئلہ ایک multidimensional مسئلہ ہے اور اس multidimensional مسئلے میں تین basic عناصر ہیں جن پر میں آج آپ کی اجازت سے تھوڑی سی گفتگو کرنا چاہوں گا۔ پہلا internal situation دوسرا international situation اور تیسرا ایک lego political issue ہے۔ کچھ جماعتوں نے جو غالباً پارلیمان سے باہر ہیں، انہوں نے اس بات کو support کیا کہ Article 245 استعمال کیا جائے۔

Mr. Chairman, coming to the first issue and that is the internal situation,

میں یہ سمجھتا ہوں اور میں نے یہ بات بارہا floor of the House پر بھی کہی ہے کہ terrorism اس وقت تک affectively counter نہیں ہو پائے گی جب تک کچھ بنیادی فیصلے پاکستان کی ریاست، جس کو interstate کہا جائے، نہیں کر لیتی کیونکہ آپ دیکھیں کہ بہت سے ایسے ممالک بشمول امریکہ اور برطانیہ جہاں پر دہشتگردی کی وارداتیں ہوئیں اور بہت بڑی وارداتیں ہوئیں لیکن اس کے بعد تمام ریاستی اداروں نے من حیث القوم دہشتگردی کا مقابلہ کیا اور وہاں پر دوبارہ دہشتگردی کا واقعہ رونما نہیں ہوا۔

The point that I am trying to make Mr. Chairman is, that the State of Pakistan has to decide now, we are at the crossroads, the State of Pakistan has to decide, as to which direction it wants to take,

اب وہ period of running with the hare and hunting with the hound ختم ہو چکا ہے، اب اس قسم کی سیاست وفاق کو مزید گھرے بادلوں کی طرف لے کر جائے گی۔ اب مجھے صرف گھرے بادل نظر نہیں آتے، اگر سمت کا تعین نہیں ہوتا تو مجھے خدشہ ہے کہ وفاق جسے ہم جس صورت میں جانتے ہیں، وہ شاید اپنی شکل برقرار نہیں رکھ پائے گا، یہ بھی ایک سوالیہ نشان ہے۔

So, therefore, the State for God's sake اس بات کا فیصلہ کر لے کہ آیا آپ قائد اعظم کی وہ ریاست بننا چاہتے ہیں جو اگست 1947 میں قائد اعظم نے اپنی تقریر میں کہی یا پھر آپ ایک ایسی ریاست بننا چاہتے ہیں جس کے tentacles ہر جگہ موجود ہیں۔ اب آپ کو فیصلہ کرنا پڑے گا ورنہ یہ صورتحال بڑھتی چلی جائے گی۔

جناب چیئرمین! میں یہاں پر یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں پر ایک طرف یہ صورتحال ہے تو وہاں پر دوسری طرف internally ایک اور صورتحال بھی پیدا ہوئی کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد پاکستان کی پارلیمان نے اس بات کے راستے روک دیے ہیں کہ elections کو ماضی کی طرح manipulate کیا جا سکے کیونکہ اٹھارہویں اور بیسویں ترمیم کے بعد caretaker government, appointment کی Chief Election Commission and Election Commission کے بعد یہ ممکن نہیں۔ ماضی میں انہی اداروں کی مدد سے elections کو steal کیا جاتا رہا اور میں بے بنیاد بات نہیں کر رہا، یہ بات سپریم کورٹ میں ثابت ہو چکی ہے۔ ان دونوں راستوں کو اب صرف

political stakeholders کے ذریعے پر کیا جاسکتا ہے۔ لہذا ایک وجہ یہ ہے اور یہ transition کی وجہ سے ہے، یہ ایک turf war کی وجہ سے ہے کہ اس میں ایسی چیزیں سامنے آرہی ہیں۔

جناب چیئرمین! دوسری international situation ہے اور international صورت حال کے اندر یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ موجودہ حکومت اور اس کے ساتھ موجودہ پارلیمان has started to exercise its own priorities on national security. یہ پہلی بار ہے کہ پاکستان کی پارلیمان نے national security کے اوپر نہ صرف resolutions pass کیں بلکہ پارلیمان کی کمیٹی نے recommendations بھی pass کیں۔ New terms of engagement امریکہ کے ساتھ پارلیمان نے pass کی ہیں اور بنائی ہیں۔ لہذا یہ بات بین الاقوامی دنیا کو کڑوی ضرور لگتی ہے کہ پاکستان جو پہلے one window operation تھا، جس کو اگر امریکی صدر یا سیکرٹری کا فون آجاتا تھا تو وہ اپنی پوری سمت بدل دیتے تھے، وہاں پر اب ان کو پارلیمان کے ساتھ deal کرنا پڑ رہا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ throughout this period اس کے لیے ایک systematic campaign چلائی گئی اور میں ایسی باتیں نہیں کر رہا جو سب کے علم میں نہ ہوں۔ صرف ایک political worker کی حیثیت سے I am just trying to put those jigsaw pieces together. آپ نے دیکھا کہ جیسے ہی یہ political set up or political government وجود میں آئی تو demonization of politicians شروع کیا گیا، ان politicians کے بعد پارلیمان کو لیا گیا، پھر پارلیمان کے بعد عدلیہ کو لیا گیا، پھر عدلیہ کے بعد حساس اداروں کو لیا گیا اور مختلف ادوار کے اندر یہ کوشش کی گئی کہ کوئی clash of institutions کا سلسلہ بن سکے تاکہ دو آئینی ادارے آپس میں متصادم ہو جائیں اور system کو wrap up کرنے کا یا پاکستان کو ایک non-governable state کہنے کا موقع سامنے آسکے لیکن اس کے باوجود جناب چیئرمین! ہم یہ بھی دیکھتے رہے ہیں کہ بالخصوص بلوچستان کے issue کو مختلف اوقات میں internationalize کرنے کی کوشش کی گئی۔ بلوچستان کے issue کو پہلے مختلف western think tanks نے take up کیا پھر کانگریس کے اندر resolution move کرنے کی کوشش کی گئی اور اب جو ایک نہایت ہی repressible, condemnable in the highest terms, incident ہوا، اس میں فوری طور پر UN Secretary General کا بیان آجاتا ہے، فوری طور پر واشنگٹن اور لندن کے اندر

demonstrations ہو جاتی ہیں۔ I am not insinuating anything لیکن جو حالات سامنے بنتے ہوئے نظر آرہے ہیں میں صرف ان کی نشاندہی کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب! مہربانی فرما کر conclude کر لیں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, just give me five minutes sir. This is very important issue sir.

Mr. Chairman: You have already consumed fifteen minutes.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I would be grateful.

Mr. Chairman: The Minister has to respond also.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, the Minister is here and I am sure he would not mind.

Mr. Chairman: Should we treat that this is response from the Government.

Senator Mian Raza Rabbani: No sir, I cannot say that.

Mr. Chairman: Obviously. we have to follow rules.

آپ کو پندرہ منٹ ہو گئے ہیں kindly دو منٹ اور بات کر لیں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Then I will sit down sir.

Mr. Chairman: But that is not the issue.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, that is the issue, this is such an important issue.

Mr. Chairman: Of course, it is important but Minister has to conclude it. The time limit for a speaker is ten minutes and I have given you fifteen minutes

میاں صاحب! اس میں ناراض ہونے کی تو بات نہیں ہے۔ آپ نے خود یہ Adjournment Motion move کیا تھا تو آپ thirty minutes بول لیتے۔ آپ اور بول لیں۔ Minister *sahib* کہہ رہے ہیں میں اپنا وقت دے رہا ہوں۔ جی بولیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی:. Thank you sir جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ ایک طرف یہ تمام سلسلہ چل رہا ہے اور مجھے یہ بات بڑے افسوس سے کہنی پڑتی ہے، دوسری طرف تمام سفارتی آداب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے British High Commissioner ایک statement issue کرتا ہے کہ پاکستان کا system has failed, Pakistan's politicians have failed and a revolution but through the ballot is required. Who is he to issue such a statement? اور میں جو بات کہہ رہا تھا اس کے context میں اس statement کو دیکھیے۔ ابھی یہ بات ختم نہیں ہوتی تو House of Commons کی کمیٹی on International Aid کا جو چیئرمین ہے وہ پاکستان کی پارلیمنٹ اور Parliamentarians کو condemn کرتا ہے keeping aside all the norms of good Parliamentary practice. اگر criticize کرنے کی بات ہے تو I can criticize the British MPs اگر non tax and corruption کی بات ہے، and I am not defending Pakistani politicians who are corrupt لیکن میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کیا برطانوی پارلیمنٹ کے اندر ایسے لوگ موجود نہیں ہیں، ان کے scandals بھی سامنے آئے ہیں they have been forced to resign لیکن یہ تانے بانے مل رہے ہیں۔ ریاست پاکستان، وفاق پاکستان کے خلاف جو ہونے والی سازشیں ہیں، ان کے تانے بانے مل رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! پھر ایک بڑی اہم بات، اس سے پہلے اس حکومت نے تمام pressure کو withstand کرتے ہوئے ایران کے ساتھ Gas Pipeline کا معاہدہ مکمل کیا اور اس کو sign کرنے جا رہی ہے لیکن یہ بات بھی بہت سارے لوگوں، بہت سی powers کو جو ملک کے باہر ہیں گراں گزری ہے لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ کوئٹہ کا incident کس دن ہوتا ہے۔ Mr. Chairman, this incident takes place in Quetta when the MOU or the agreement of handing over Balochistan to the Chinese company is being signed in Pakistan. مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ گوادر کی کیا اہمیت ہے اور کون سی Western Powers نہیں چاہتیں کہ گوادر ان کے ہاتھوں سے نکلے۔ بلوچستان کی destabilization آج سے نہیں بلکہ عرصے سے جاری ہے اور جہاں دیگر بہت سے عوامل شامل ہیں

وہاں پر یہ بھی ایک بہت بڑا مسئلہ شامل ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک significant بات ہے جسے ہمیں مد نظر رکھنا ہوگا۔

جناب چیئرمین! آخر میں جو تیسری بات میں نے کہی تھی وہ lego-political issue تھا اور وہ آرٹیکل 245 سے متعلق تھا۔ کچھ سیاسی جماعتیں جو پارلیمان سے باہر ہیں اور جو مختلف اوقات میں آگے پیچھے ہوتی رہی ہیں، انہوں نے 245 کی حمایت کی۔ یہ درست ہے کہ آئین میں 245 موجود ہے لیکن کیا انہوں نے اس بات کو بھی پڑھنا گوارا کیا کہ آرٹیکل 245 کی Clause 3 کے تحت، ان علاقوں میں جہاں 245 کا اطلاق ہو گا، ہائی کورٹ کی تمام تر powers ختم ہو جائیں گی۔ کیا یہ بات درست نہیں ہے کہ جہاں آپ may be for the time being ایک issue solve کرنے جا رہے ہیں، وہاں دوسرے مسائل پیدا ہوسکتے ہیں۔ بلوچستان میں جو insurgency ہے یا جو Bloch nationalist within the framework کام کر رہے ہیں، ان کا یہ دیرینہ مطالبہ رہا ہے کہ بلوچستان کو demilitarize کیا جائے اور فوج کو بلوچستان سے نکال لیا جائے۔ آغازِ حقوقِ بلوچستان کے تحت وہاں جو چھاؤنیاں تھیں، ان میں کمی ہوئی اور جو نئی بن رہی تھیں، ان کی construction رکی۔ جہاں آپ ایک side دیکھ رہے ہیں، وہیں دوسری کو بھی دیکھنا ہو گا۔ آپ نے دیکھا کہ historically جب کبھی آپ نے partially Article 245 کو invoke کیا then eventually it led to the imposition of martial law throughout the country. Therefore, I feel that the Government took a right decision, if what is reported in the press is correct, that 245 is not going to be invoked. I would not support the invocation of Article 245 even to the limited extent of Quetta.

Mr. Chairman, finally, I would like to say that this issue can be resolved only through two means. One is foremost that the state decides that which way it wants to take. No.2, once it is decided then the entire nation, across party divide, across sectarian divide and across the rich and poor divide, stand as one nation and we shall overcome. Thank you sir.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین! شکریہ۔ مجھے دیر اس وجہ سے ہو گئی کہ میں PEIRRA Bill کے سلسلے میں مصروف تھی، جیسے ہی فارغ ہوئی تو ایوان میں آ گئی۔ میں آپ کی patience کی بھی داد دیتی ہوں کہ جس طریقے سے آپ دو دن سے بلوچستان کے مسئلے سے متعلق debate کو سنجیدگی سے دیکھ اور سن رہے ہیں۔ آج ہمارے وزیرِ داخلہ صاحب یہاں موجود ہیں، یقیناً بہت سے سوالات ہیں جن کا وہ جواب دیں گے۔ یہاں سے ایک پارلیمانی کمیٹی گئی، ہم اس پر اعتماد کرتے ہیں لیکن کیا ہی اچھا ہوتا اگر بلوچستان سے بھی دو لوگ اس میں شامل کر لیے جاتے۔

جناب چیئرمین! یہ حادثہ جس مقام پر ہوا، وہ میرے neighbour میں ہے اور صرف دو منٹ کی drive پر ہے۔ میرے تمام گھر والے تدفین میں شامل تھے۔ تدفین کا منظر قیامت صغریٰ سے کم نہیں تھا۔ شاید میڈیا کو وہاں جانے نہیں دیا گیا کیونکہ مرنے والوں کے لواحقین، ان کی بہنیں اور بیٹیاں قبروں میں جا لیٹیں کہ یہ مٹی ہم پر بھی ڈال دو اور یہ کہانی ختم کر دو۔

جناب چیئرمین! معزز رکن میاں رضا ربانی صاحب نے جو باتیں کہی ہیں یقیناً صحیح ہیں۔ میں خود حیران ہوں کہ بات کو شروع کہاں سے کروں اور ختم کہاں پہ کروں۔ وقت آپ کے پاس کم ہے اور بولنا میں بہت چاہ رہی ہوں۔ جناب! یہ تمام واقعات ہمیں کس طرف لے کر جا رہے ہیں؟ ہم آگ سے کھیل رہے ہیں۔ جسے ہم 'ہزارہ کمیونٹی' کہتے ہیں، وہ ہزارہ کمیونٹی نہیں بلکہ 'ہزارہ قبیلہ' ہے۔ کیا آج اس ایوان میں یہ گارنٹی کوئی دے گا، میں خاص طور پر وزیرِ داخلہ کی توجہ چاہوں گی کہ آئندہ کوئی ایسا حادثہ رونما نہیں ہو گا۔ آج بھی جو clips چل رہے تھے، تنظیموں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ آئندہ بھی ایسا ہو گا، اس کی روک تھام یا اس سے بچنے کے لیے میں سننا چاہوں گی کہ وزیر داخلہ صاحب کیا اقدامات کر رہے ہیں۔ کچھ ہمیں ٹی وی اور اخبارات کے ذریعے معلوم ہو رہا ہے اور کچھ ہمیں اپنے گھر والوں کے ذریعے پتا چل رہا ہے۔

جناب چیئرمین! یہ آگ لگی تو پورے ملک میں لگے گی۔ اگر آپ اس کو sequence میں دیکھیں، حادثہ ہوتا ہے بلوچستان میں، کراچی میں علمائے کرام کی شہادتیں، لاہور میں ڈاکٹر اور ڈاکٹر کا بیٹا، KPK میں بشیر بلور کی شہادت، اس کے بعد CM پر خودکش حملہ غرض پورا ملک گھیرے میں ہے۔ مجھے بتائیں اس ملک کا کون سا کونا بچا ہے۔ یہ کام کوئی بہت بڑی طاقت کر رہی ہے۔ میں تو الیکشن کی بات بھی نہیں کرتی، میں تو یہ کہتی ہوں کہ خاکم بدہن، خدا نہ کرے civil war شروع ہو سکتی

ہے۔ آج تو لوگوں نے اپنی کلاشنکوفیں نکال لی تھیں، آپ کے .D.C پر لوگوں نے فائر کھول دیے، پھر کون سی ایجنسی ہے جو ان لوگوں کو آ کر قابو کرے گی؟ ان لوگوں کے خاندان تو ویسے ہی تباہ ہوگئے ہیں۔ میں اس بات سے بالکل اتفاق کرتی ہوں کہ باہر بیٹھی بڑی قوتیں اس issue کو بہت زیادہ ہوا دے رہی ہیں، جو خدانخواستہ یہ تقسیم پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہیں کہ کون شیعہ ہے، کون سنی ہے، کون وہابی ہے اور کون کس فرقے سے تعلق رکھتا ہے۔ .Simply we are Muslims ہم مسلمان ہیں۔ ہماری چودہ سو سالہ تاریخ ہے۔ ہم ایک خدا اور ایک نبی ﷺ کو ماننے والے ہیں۔ ہر ایک کا اپنا طریقہ کار ہے، کوئی ہاتھ کھول کر نماز پڑھتا ہے تو کوئی باندھ کر۔ کسی کو دوسرے پر اعتراض نہیں۔

جناب عالی! پہلے ہمیں گروہوں میں تقسیم کیا گیا، پنجابی، بلوچ، پٹھان، پشتون، سندھی، سرائیکی وغیرہ، پھر ہمیں مذہب میں تقسیم کر دیا گیا، شیعہ، سنی، وہابی، فلاں فلاں، ہم تو تقسیم در تقسیم ہو گئے۔ اب تو ہمیں توڑنا کوئی مشکل کام ہی نہیں رہا۔ یہ حالات ہمیں کس طرف لے کر جا رہے ہیں؟ میں یہ بات کہنا نہیں چاہتی لیکن آج شاید مجبوراً کہہ رہی ہوں کہ جمہوریت تو ایک طرف، کیا یہ بات ہمیں کسی اور طرف تو نہیں لے جا رہی۔ خدا نہ کرے، کہیں بنگلہ دیش والی صورت حال تو نہیں بن رہی کہ پہلے انہیں توڑو، فرقوں میں، قوموں اور قبیلوں میں ان کو بانٹ دو، یہ خود ہی لڑ مر کر ختم ہو جائیں گے تو پھر آپ اپنا hold کر لو۔ آپ نے دیکھا کہ جیسے میاں صاحب نے بھی فرمایا ہے کہ ایران سے gas pipeline کے لیے عرصے سے کوششیں ہو رہی تھیں کیونکہ ہمارے ہاں گیس کی shortage ہے، حکومت نے یہ کام بڑی کامیابی سے کیا۔ جب حالات خراب ہوئے تو وزیر داخلہ صاحب نے اچھا کیا کہ انہیں cool down کرنے کے لیے وہاں چلے گئے۔ دوسری طرف چین کے ساتھ ہمارا معاہدہ ہوا کیونکہ اگر گوادر بندرگاہ بنتی ہے جو سب سے بڑی deep seaport ہو گی تو اس سے اور بہت سے لوگوں کی روٹی روزی ماری جاتی ہے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتی ہوں کہ آج تمام political leadership اور سیاسی جماعتوں کو ایک ساتھ کھڑے ہونا ہو گا۔ اگر ہم ایک ساتھ کھڑے نہ ہوئے اور اس issue پر ہم نے ایک دوسرے کا ساتھ نہ دیا تو پھر کوئی یہ نہ کہے کہ بلوچستان میں آگ لگی ہوئی ہے۔ میں دعوے سے کہتی ہوں کل وہی آگ سندھ میں لگے گی، وہی آگ کل پنجاب میں لگے گی اور وہی آگ کل خیبر پختونخوا میں لگے گی اور پھر وہ آگ بجھانے سے بھی نہیں بجھے گی۔ جناب والا! میری humble request ہے کہ unity اپنے درمیان پیدا کی جائے، ہمیں ایک forum پر اکٹھے ہو کر ایک آواز ہو کر بتانا ہو گا کہ ہم سب ایک ہیں۔

ہزارہ community کے مسائل ہمارے لیے بھی دکھ اور تکلیف کا باعث ہیں۔ وہاں جو agencies and forces کام کر رہی ہیں میں ان سے کہتی ہوں کہ خدا کے لیے اپنی next strategy بتاؤ۔ اگر کوئی حادثہ ہوتا ہے تو یقین کریں کہ اب لوگ خود ماریں گے۔ جناب چیئرمین! اگر آج آپ ان بیٹوں کو دفناتے وقت کے مناظر دیکھ لیتے تو شاید آپ کئی راتوں تک سو نہ سکتے۔ خدا کے لیے اس issue پر تمام قوم، تمام پارٹیوں سے، even میں میاں نواز شریف صاحب سے کہوں گی کیونکہ وہ ایک بڑے لیڈر ہیں، میں صدرِ پاکستان جناب آصف علی زرداری صاحب سے بھی درخواست کروں گی کہ سب لوگ اکٹھے ہو جائیں اور سوچیں کہ آگے ہماری کیا planning ہو گی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جناب صابر بلوچ صاحب۔

سینیٹر صابر علی بلوچ (ڈپٹی چیئرمین): شکریہ، جناب چیئرمین! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ اس پر کوئی دو رائے اور کوئی شک نہیں ہے کہ اس وقت پاکستان دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے، چاروں صوبوں میں یہ مسئلہ موجود ہے۔ جناب والا! یہاں معزز ممبران نے جو باتیں کی ہیں، مسئلے کا تو سب کو پتا ہے، ہر شخص جانتا ہے کہ پاکستان دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے، ہر شخص جانتا ہے کہ کراچی میں حالات خراب ہیں، بلوچستان میں حالات خراب ہیں، پنجاب اور سندھ میں حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ حکومت کو criticize ضرور کریں، امن و امان کے معاملے پر حکومت پر ضرور تنقید کریں اور یہ ان کا حق بنتا ہے کہ ان معاملات پر حکومت کو criticize کریں لیکن صرف criticize کرنا مسئلے کا حل نہیں ہے۔ مسئلے کا حل یہ ہے کہ جب آپ اس پر بات کریں تو اس کے حل کے لیے تجاویز بھی دیں کہ ہماری یہ تجاویز ہیں جن سے حالات بہتر ہو سکتے ہیں لیکن یہاں ابھی تک میں نے کسی کی طرف سے کوئی تجویز نہیں سنی۔ ہر شخص criticize کر رہا ہے، ہم سب ان حالات سے گزر رہے ہیں، ہم سب کو دکھ ہے، حکومت، صدرِ پاکستان، وزیراعظم پاکستان کو دکھ ہے، وزیرِ داخلہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، وہ بھی اس مسئلے پر پریشان ہیں، دوسرے لوگ بھی پریشان ہیں۔

جناب والا! میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی عوام کی پارٹی ہے، پیپلز پارٹی الیکشن جیت کر آئی ہے۔ پیپلز پارٹی کے لوگ کسی طور بھی عوام کے جان و مال کے معاملے میں غافل نہیں ہیں۔ ہمارے معزز دوست (JUI (F), BNP (A یا دوسرے دوستوں نے خود بلوچستان کے معاملات پر یہاں Federal Government کے بارے میں کہا کہ وہ ناکام ہو چکی ہے، وہ کوئی action

نہیں لے رہی، وفاقی حکومت وہاں مداخلت نہیں کر رہی۔ ملک میں چونکہ جمہوریت ہے اور بہت ساری باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ صوبوں کے معاملات میں مداخلت نہیں کی جا سکتی۔ وفاقی حکومت نے بلوچستان کی حکومت کو وقت دیا کہ وہ اپنے حالات ٹھیک کر لیں لیکن بد قسمتی سے وہ اپنے حالات ٹھیک نہیں کر سکے اور پھر ان کی اپنی demand اور ان کی تجاویز پر جو انہوں نے یہاں ایوان میں دی تھیں جب وفاقی حکومت نے action لیا اور وہاں Governor's rule نافذ کیا تو کہا جانے لگا کہ یہ کیا ہو گیا۔ جناب والا! یہ double standard policy نہیں ہونی چاہیے، اس میں پاکستان کا مفاد ہے، پاکستان کے لوگوں کا مفاد ہے، عوام کا مفاد ہے، آپ حکومت کے ساتھ مل کر ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں اور اپنی تجاویز دیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: مولانا شیرانی صاحب۔

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: شکریہ، جناب چیئرمین! میرے دوستوں نے جو باتیں کی ہیں، شاید میں ان میں اضافہ تو نہ کر سکوں لیکن میں صابر بلوچ صاحب کی اس اصطلاح سے تعجب میں پڑ گیا کہ ہم دہشت گردی کی لپیٹ میں ہیں۔ میرے خیال میں دہشت گردی نہیں بلکہ انسداد دہشت گردی کی لپیٹ میں ہیں۔ دہشت گردی الگ چیز ہوتی ہے اور انسدادِ دہشت گردی الگ چیز ہوتی ہے۔ لہٰذا میں اپنے محترم وزیرِ داخلہ صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہم ابھی تک یہ نہیں سمجھ سکے کہ دہشت گردی کیا ہوتی ہے اور اس کا انسداد کس چیز کو کہتے ہیں؟ ہمیں اس کی تعریف تو بتا دی جائے کہ دہشت گردی کیا ہے؟ اس عمل کے شروع ہونے سے پہلے جو امن تھا وہ اصل میں دہشت گردی تھی اور انسدادِ دہشت گردی کے بعد جو بدامنی پھیل چکی ہے یہ انسدادِ دہشت گردی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ نام خوبصورت اور کام بدصورت، اس لیے اس اصطلاح کو چھوڑ دیا جائے۔ آپ صاف کہیں کہ یہ عمل انسدادِ دہشت گردی نہیں ہے بلکہ فروغ دہشت گردی ہے اور فروغِ دہشت گردی کے لیے ہمیں coalition support fund ملتا ہے۔ ہم coalition support fund لے کر اپنے امن کو تاراج کر چکے ہیں اور جیسے صابر بلوچ صاحب فرما رہے تھے کہ اپنی تجاویز دیں تو میری تجویز یہ ہے کہ اس coalition support fund سے دستبردار ہو جائیں تاکہ ہمارے ملک میں پہلے والا امن دوبارہ بحال ہو سکے۔

جناب والا! میں دوسری چیز یہ پوچھنا چاہوں گا کہ Kerry Lugar Bill میں ایک fund ہے جس کا نام 'پاکستان میں انسدادِ خانہ جنگی fund' رکھا گیا ہے۔ اب خانہ جنگی تو نہیں ہے، جیسے دہشت

گردی نہیں تھی۔ انسدادِ دہشت گردی کے لیے ہمارے پاس fundآیا اور بجائے انسداد کے فروغِ دہشت گردی کا ذریعہ بنا تو کیا وہ Kerry Lugar Bill کے تحت انسدادِ خانہ جنگی والا fund ہمیں مل رہا ہے یا ابھی تک نہیں ملا؟ اگر وہ مل رہا ہے تو پھر ہماری موجودہ حالت اسی کا نتیجہ ہے۔ اگر یہ fund مل رہا ہے تو پھر میں صابر بلوچ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ اس سے بھی دستبردار ہو جائیں۔

جناب چیئرمین! میری تیسری گزارش یہ ہے کہ ہمارے وزیرِ داخلہ صاحب بڑی سنجیدگی سے فرماتے ہیں کہ ملک کو تقسیم کیا جا رہا ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہمارے پارلیمان کے اراکین اور ہمارے دونوں ایوان وزیرِ داخلہ صاحب کو کیوں اہمیت نہیں دیتے؟ ان سے وہ بات کیوں نہیں سنی جاتی کہ اگر ہمارا ملک تقسیم ہو رہا ہے تو کس طرح تقسیم ہو رہا ہے؟ کون تقسیم کر رہا ہے؟ کیا ہم اس تقسیم کا راستہ روک سکتے ہیں اور اگر نہیں روک سکتے تو ہماری پشتو زبان میں ایک کہاوت مشہور ہے کہ (پشتو) آئیں اور اس شخص سے پوچھیں کہ آپ کس طرح تقسیم کرنا چاہتے ہیں اور جب وہ صاحب بہادر ہمیں نقشہ بتا دیں تو پھر سفارش وغیرہ سے اِدھر سے اُدھر کچھ ہو سکتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ تو جو وہ چاہتے ہیں اسی پر دعا کر لیں گے۔ ہم کیوں وزیرِ داخلہ صاحب کی ان باتوں کو غیر اہم سمجھ کر ویسے ہی ہنسی مذاق میں اڑا دیتے ہیں۔ ہمارے یہی وزیرِ داخلہ صاحب بڑی سنجیدگی سے فرماتے ہیں کہ میں ثابت کروں گا کہ کوئی طالبان نہیں ہیں، اب اگر طالبان نہیں ہیں تو یہ کون لوگ ہیں؟ آخر ہمارے وزیرِ داخلہ صاحب بار بار فرماتے ہیں تو کیوں دونوں ایوان انہیں اہمیت نہیں دیتے اور ان سے کیوں نہیں پوچھتے کہ جب یہ طالبان نہیں تو کون لوگ ہیں؟ ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ حالات کو غیر سنجیدہ نہ لے۔ ہمارے دونوں ایوانوں نے ایک قرارداد منظور کی تھی۔ میاں رضا ربانی صاحب اس تمام process میں شریک تھے، قرارداد منظور کی گئی، اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے تجاویز دی گئیں لیکن قرارداد دھری کی دھری رہی، تجاویز بھی دھری کی دھری رہیں۔ اب ہم حکومت کو ملامت نہ کریں تو سلامت بھی تو نہیں ہے۔ ہمیں ایک بات واضح طور پر کرنی چاہیے کہ یا تو ہم یہ کہیں کہ ہم پبلک کو امن فراہم کرنے میں مطلق ناکام ہو چکے ہیں چاہے وہ دفاعی forces ہیں چاہے ہماری intelligence agencies ہیں یا پھر سیدھی سیدھی بات کریں کہ ہم کرائے پر دوسروں کے لیے استعمال ہوتے ہیں، ہماری مجبوری ہے۔ دو میں سے ایک بات تو ہو جائے۔ حکومت کی اس بے حسی کی وجہ سے میں ہاؤس سے walk out کرتا ہوں اور میں تمام ساتھیوں سے گزارش کروں گا کہ اس بے حسی پر ہمارے ساتھ walk out کریں۔

(اس مرحلے پر مولانا شیرانی JUI کے ارکان سمیت ایوان سے walk out کر گئے)

Mr. Chairman: Minister for Interior please.

سینیٹر اے رحمٰن ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شیرانی صاحب نے بڑی شیریں باتیں کیں اور میری ان سے request ہو گی کہ میری بھی سنتے جائیں۔ یہ باہر تشریف لے جا رہے ہیں، میں categorically deny کروں گا کہ میں نے کبھی نہیں کہا کہ طالبان کا وجود نہیں ہے، وہ ظالمان ہیں اور پاکستان میں موجود ہیں اور پاکستان کی تباہی کا موجب ہیں۔ Thank you sir. باقی بات میں بعد میں کروں گا اور دیگر points کو بعد میں لوں گا۔

جناب چیئرمین: جی چیف وہپ صاحب! شیرانی صاحب اور JUI کے دوستوں سے request کریں کہ House میں تشریف لے آئیں۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: میں wait کر لوں؟

Mr. Chairman: You may proceed.

Senator A. Rehman Malik: Thank you Mr. Chairman.

میں نے اپنے colleagues کی سخت باتیں اور allegations بھی سنے اور وہ باتیں بھی سنیں جو نہیں کہنی چاہییں وہ بھی وہ کہہ گئے اور میں نے سنی ہیں کیونکہ میں ملک کا وزیر داخلہ ہوں۔ یہ سب بخوبی جانتے ہیں کہ 18th Amendment کے بعد Interior Minister صرف پالیسی دے سکتا ہے، intelligence دے سکتا ہے، day to day law and order maintain نہیں کر سکتا۔ اٹھارھویں ترمیم کے بعد جب کبھی کوئٹہ یا کراچی میں کچھ ہوا تو میں خود وہاں جا بیٹھا اور zero tolerance ثابت کر کے دکھائی۔ اب صرف اور صرف اس حد تک محدود ہوں کہ میں ان کو صرف intelligence دے سکوں لہذا پتا نہیں مجھے کتنی مرتبہ کہنا پڑے گا لیکن آج میں رضا ربانی صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے clarify کر دیا ہے کہ اٹھارھویں ترمیم کے بعد جتنا بھی law and order ہے وہ اس وقت صوبوں کا معاملہ ہے لہذا اب مجھے اس بات پر کوئی question کرنا مناسب نہیں ہو گا کہ ملک میں فلاں واقعہ ہو گیا اور آپ کہاں سوئے ہوئے تھے اور فلاں جگہ یہ ہوا تو آپ کہاں تھے، یہ کہنے کی بجائے میں request کرتا ہوں کہ سارے Chief Ministers کو یہاں بلائیں اور ان سے بھی تھوڑی سی رائے لیں کہ بھئی بتائیں آپ کیا کرتے رہے۔

دوسرا میں اپنے بڑے بھائی شیرانی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ ہاؤس میں واپس تشریف لے آئے کیونکہ میں ان کو اس وقت سے جانتا ہوں جب میں Assistant Director تھا۔ میں بوڑھا ہو گیا ہوں مگر یہ ابھی بھی اسی صورت میں بالکل فٹ فاٹ ہیں۔ اللہ ان کو لمبی زندگی دے لیکن یہاں کچھ clarifications ضرور دینا چاہوں گا۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم پارلیمنٹ میں بیٹھے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں اور ایک چیز میں ضرور عرض کروں گا کہ ہمیں زبان کے استعمال کا ضرور خیال کرنا چاہیے۔ اگر ہم غیر پارلیمانی زبان استعمال کریں گے تو history میں کوئی اچھی مثال قائم نہیں کریں گے۔

میرے دوست بنگش صاحب، میرے دوست زاہد صاحب، میں ان کو بڑی دیر سے جانتا ہوں اور ان کی بڑی عزت کرتا ہوں۔ یہ کہنا کہ ہم سب حرام کی کھا رہے ہیں، میری ایجنسیاں، میری فوج اور میرے law enforcers حرام کی نہیں کھا رہے اور نہ میں حرام کی کھا رہا ہوں۔ We all sacrifice our lives. We stand day and nights on the borders. We fight terrorists and suicide bombers without any bullet proof jacket. My dear sir, Mr. Chairman, I think this is the time that we should show unity. جو میری بہن نے کہا ہے۔ میں سب کی اطلاع کے لیے ایک چیز اور عرض کر دوں کہ پاکستان میں اس وقت سنی شیعہ کسی قسم کا کوئی strife نہیں ہے، کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ یہ وہ زرخرید اور چند ٹکوں پر بکنے والے لوگ ہیں جن کے متعلق میں اعلانیہ کہتا رہا ہوں اور جن کا نام لشکر جھنگوی، جیش محمد اور سپاہ صحابہ ہے۔ میں اپنی statement پر قائم ہوں، میں نے آج سے پانچ ماہ پہلے کہا تھا کہ آنے والے وقت میں کراچی، کوئٹہ اور پشاور میں بہت دہشت گردی کرائی جائے گی۔ میں لفظ "کرائی جائے گی" استعمال کر رہا ہوں اور تین مہینے سے قوم دیکھ رہی ہے کہ کراچی میں daily کیسے target killing ہو رہی ہے۔ یہ سارا کچھ کسی سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ آج میں دوبارہ عرض کر دوں کہ مجھ میں اتنی اخلاقی جرات ہے کہ جس نے کچھ کیا ہے میں نے اسی کا نام لیا ہے۔ جہاں پر طالبان نے نہیں کیا وہاں میں نے کہا ہے کہ طالبان نے نہیں کیا۔ جہاں پر لشکر جھنگوی نے کیا ہے اس کو بھی سامنے لے کر آیا ہوں۔ اگر کسی کو شک ہے کہ کراچی میں جو اس وقت اکتیس لوگ لشکر جھنگوی، سپاہ صحابہ اور جیش محمد کے گرفتار ہیں، کوئی کمیٹی جا کر ان سے انٹرویو کر لے کہ کیا وہ کھل کر نہیں کہہ رہے کہ یہ وہ کر

رہے تھے۔ یہ چند زر خرید لوگ ہیں جن کے ذمے یہ کام ہے کہ انہوں نے پاکستان کو destabilize کرنا ہے۔

شیرانی صاحب نے بہت اچھی بات کی ہے کہ آپ نے کہا ہے کہ ملک توڑنے والے ہیں اور آپ کے سامنے ہیں۔ کیا طالبان کو ہم نے offer نہیں کی کہ آؤ ہم سے بات کرو۔ وہ کیوں نہیں بات کرتے؟ جب ہم بات کرنے کی بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم مولانا فضل الرحمٰن صاحب، میاں نواز شریف اور منور حسن صاحب کی گارنٹی چاہتے ہیں۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ جس کو کہیں گے اس کو لے آئیں گے آپ صرف نام بتائیں کہ بات چیت کے لیے کس کو بھیجیں گے تو وہ عدنان رشید کا نام لیتے ہیں جو یہاں murder cases میں involved ہے، seriousness دیکھیں۔ میں آج بھی کہہ رہا ہوں کہ احسان اللہ احسان is a hawk جو کسی اور کے لیے کام کرتا ہے۔ مجھے اپنے law enforcer ہونے پر فخر ہے کہ طالبان کی طاقت کبھی تھی مگر آج ان کا گھمنڈ ٹوٹ چکا ہے۔ بہت پہلے کا میرا بیان on record ہے، کیا یہ میری گھر کی بنائی ہوئی intelligence ہے؟ میرے دوستوں نے کہا کہ ملک صاحب، آپ یہ تو کہہ دیتے ہیں کہ فلاں جگہ سے intelligence آئی ہے اور فلاں جگہ حملہ ہو گا تو میں ان سے عرض کروں گا کہ intelligence خود ایک سائنس ہے، یہ ایک field ہے۔ پہلے جس type کی intelligence آتی ہے وہ electronic intelligence ہوتی ہے اور second is official human intelligence and third is private paid source intelligence اور پھر democratic government میں آپ کے workers آپ کو information دیتے ہیں لہذا میرے پاس جو information آئی اس کے بارے میں، میں پورے پاکستان میں challenge کر کے کہتا ہوں کہ کوئی ثابت کر دے کہ وہ غلط تھی۔ میرے بارے میں یہ بھی کہا گیا کہ رحمان ملک غلط information دے کر confusion create کر رہے ہیں۔ What kind of confusion, it is my duty to inform the provinces. میں پنجاب میں بھی information بھیجتا ہوں اور وہی information میں سندھ میں بھی بھیجتا ہوں، میں وہی information بلوچستان میں بھی بھیجتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں پنجاب نے اپنا role بہت اچھا ادا کیا ہے۔ ان کو ہم جو information دیتے ہیں وہ اس کو counter کرتے ہیں کیونکہ ان کے پاس facilities زیادہ ہیں۔ کیا میں کراچی کو information نہیں دے رہا؟ آج صبح بھی میں alert issue کر کے آیا ہوں کہ کراچی میں mass-killing ہو گی۔ میں آج دوبارہ کہہ رہا ہوں it

is not confusion, if I hold it back that means I am not doing justice to my duty. یہ ایک سوچی سمجھی سکیم ہے۔ میں نے کہا تھا کہ بلوچستان میں خاص طور پر کوئٹہ کو نشانہ بنایا جائے گا۔ ریکارڈ نکال کر میری statement دیکھ لیں، یہاں بھی دیکھ لیں اور پبلک میں بھی دیکھ لیں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ میں کوئی اپنی publicity کر رہا ہوں، by the grace of God I do not need the publicity. میں اپنے provinces کے Home Secretaries and Chief Secretaries کو in writing بھیجتا ہوں کہ یہ information ہے کہ فلاں فلاں جگہ پر آپ جتنی بھی patrolling and security enhance کر سکتے ہیں وہ کر لیں۔ اگر وہ نہیں کرتے تو it is not my responsibility.

میرے دوست بلور صاحب شہید ہوئے ہیں، میں وہی چیزیں ریکارڈ پر لا سکتا ہوں کہ ہم نے کتنے دن پہلے ان کو inform کیا تھا کہ ان کی family کو threats ہیں، please do not let them go without security. میرے دوست الیاس بلور صاحب یہاں نہیں ہیں میں نے ان کو اور ان کے بڑے بھائی کو دو مرتبہ فون کر کے گھر سے نکلنے سے روکا ہے اور وہ میرے ساتھ ناراض ہوئے۔ بہر حال جو information میرے پاس آتی ہے I got to take action اور دوسرا الزام تراشی سے پہلے میں چاہوں گا کہ کچھ intelligence sources بھی پڑھ لیں، ہمارا قانون بھی پڑھ لیں کہ intelligence کیا ہوتی ہے اور جو source intelligence بتانے والا ہوتا ہے اس کو deny نہیں کیا جاتا، اس کو مارتے نہیں ہیں کیونکہ آپ نے further بھی information لینی ہوتی ہے۔ اگر میں پہلے دن کی information پر ان کو پکڑ کے جیل میں ڈال دیتا، اس نے تو یہ بات کہیں سے سنی تھی۔ Excuse me if you allow me, can I have some water because my throat is bad.

جناب چیئرمین: ملک صاحب کو پانی فراہم کریں جی۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: صبح یہ بات ٹی وی میں آئے گی کہ ملک صاحب کا گلا بولتے بولتے خشک ہو گیا but everybody knows کہ میرے throat میں problem ہے، larynx پر node ہے naturally. آج میں نے ان سے بات کی تھی اور in camera briefing کے بارے میں ان کے کچھ گوش گزار کیا تھا۔

(مداخلت)

سینیٹر اے رحمٰن ملک: نہیں، میں بالکل کر رہا ہوں۔ ہر ایک کا ایک انداز ہوتا ہے۔ جب آپ TV پر بول رہے ہوتے ہیں تو کون آپ کو روک سکتا ہے؟ مجھے بھی کوئی کیسے روک سکتا ہے؟ جناب چیئرمین! بنیادی چیز اس وقت بلوچستان کی situation ہے۔ جناب چیئرمین! پہلا واقعہ ہوا تو وہاں کے عوام نے مطالبہ کیا کہ وہاں کی صوبائی حکومت incompetent ہے اس لیے اس کو ہٹا دیا جائے۔ Prime Minister نے action لیا اور صوبائی حکومت کو ہٹا دیا۔ گورنر راج لگا دیا۔ انہوں نے کہا کہ شہر کو F.C کے حوالے کر دیا جائے۔ کوئٹہ شہر کو Frontier Corps کے حوالے کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ اور بھی جو جو ضروریات تھیں وہ ہم نے پوری کر دیں۔ اب یہ واقعہ ہوتا ہے تو اس کے بعد کہتے ہیں کہ آرمی کو لے آئیں۔ تو یہ کسی چیز کا تسلسل تو نہیں ہے کہ ایک واقعہ ہوتا ہے اور واقعہ کے 15 گھنٹے کے بعد پورے پاکستان کو cripple کر دیا جاتا ہے۔ ہر جگہ پر لوگوں کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔ میں اپنے سارے parliamentarians سے ایک عرض کروں گا کہ ہم بہت باتیں کرتے ہیں۔ بڑی اچھی تقاریر کرتے ہیں اور خوبصورت فقرے بھی چست کرتے ہیں لیکن کیا ہم نے کبھی سوچا کہ ہم نے یہاں بیٹھ کر law enforcement forces کو کیا دیا؟ میں Anti-terrorism کا law لے کر آیا جو آج تک پاس نہیں ہوا۔ اسی ایوان میں تین سال سے وہ ایک table سے دوسری table پر اور ایک کمیٹی سے دوسری کمیٹی میں جاتا رہا۔

(اس موقع پر ایوان میں مغرب کی اذان سنائی دی)

جناب چیئرمین: اس سے قبل کہ مغرب کی نماز کے لیے وقفہ کیا جائے، ملک صاحب! ایک گزارش ہے۔ بہت سارے honourable members نے کل بھی تقریریں کیں اور آج بھی کیں اور آپ کے نمائندے شاید گیلری میں بیٹھے ہوں، انہوں نے points لیے ہوں گے۔ آپ کی اپنی ایک narration ہے لیکن points کو respond کرنا بھی ضروری ہے حتیٰ کہ they should be satisfied کہ جو issues انہوں نے raise کیے ہیں، for example you might have written papers. Yesterday, Farhatullah Babar said that there were certain elements, there were under trial prisoners who have escaped from the Jail. At that time duties change ہو گئی تھیں تو اس کے بارے میں people would like to know what was the reason کہ کون لوگ responsible تھے and similarly there are certain other issues which have been

raised by honourable members. We would like to hear you on all these things. Secondly یہ ہم نہیں چاہتے کہ آپ لشکر جھنگوی کے خلاف کیا کرنا چاہتے ہیں، we don't want to ask you openly that what steps you are going to take with your agencies and forces اور ڈار صاحب نے کل بھی کہا تھا کہ you had earlier made a commitment on the floor of the House when Sabir Baloch *sahib* was presiding that you intend to give a briefing in camera to the House. اس کے بارے میں بتا دیں۔ I asked Yesterday the Leader of the House that have a consultation with the Prime Minister کہ کب رحمان ملک صاحب in camera briefing دینا چاہتے ہیں۔

I have read the paper today that there were some offers from the treasury benches in the National Assembly that they would like to have a joint session where you could give a briefing in camera. So, kindly please respond to all these things.

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب چیئرمین! Press نے جو بات کی ہے میں اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

Mr. Chairman: What about Press, which Press?

سینیٹر اے رحمٰن ملک: ابھی مجھے آپ نے بتایا ہے کہ میڈیا میں آپ نے کچھ پڑھا ہے۔

جناب چیئرمین: میڈیا میں یہ بات آئی ہے۔ You might have read کہ کچھ under trial prisoners or convicted prisoners کوئٹہ میں جیل سے بھاگ گئے تھے۔ فرحت اللہ بابر صاحب نے کل یہ issue raise کیا تھا اور وہاں duties change ہو گئی تھیں، انہوں نے کل یہ فرمایا تھا۔ Obviously ہم یہ چاہتے ہیں Interior Minister sahib, کہ جو issues ہمارے honourable Members raise کرتے ہیں whatever information you have got, whatever measures you have taken, those should be given on the floor of the House.

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب چیئرمین! آپ تھوڑا غلط سمجھے ہیں۔ میں بات کر رہا ہوں in camera briefing کے متعلق جو joint session کی بات کی گئی ہے that is not to my notice لیکن یہ کہ کسی جگہ بھی کہیں۔

Mr. Chairman: You can ask the Chief Whip of the National Assembly about this statement.

Senator A. Rehman Malik: I will check it. Anyway, I will try to respond on every point.

جناب چیئرمین: ہم مغرب کی نماز کے لیے پندرہ منٹ کا وقفہ کرتے ہیں۔

Senator A. Rehman Malik: Right sir.

(The House was then adjourned for Maghrib prayers)

(The House reassembled after Maghrib prayers)

Mr. Chairman: Yes, Minister for Interior.

سینیٹر اے رحمٰن ملک: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں اپنی responsibility as a Senator کی بنا پر بات کر رہا تھا اور عرض کر رہا تھا کہ میں نے ATA کا Bill جو یہاں تین سال رہا واپس لے کر National Assembly بھیجا اور آج تک وہاں سے clear نہیں ہوا۔ ہمیں جو چیز اپنی law enforcement agencies کو دینی چاہیے، وہ نہیں دے سکے۔ ہمارے سب معزز ممبران نے یہی سوال کیا کہ بندے پکڑے جاتے ہیں، چھوڑے جاتے ہیں، وہ اس لیے چھوڑے جاتے ہیں کیوں کہ laws میں lacunas ہیں اور ان کو ہم نے اس Bill کے ذریعے cover کرنے کی کوشش کی۔ اس کے ساتھ ہی میں یہاں پر Evidence Act لے کر آیا اور اس میں certain amendment چاہتا تھا، وہ بھی نہ ہو سکی۔ اس کے علاوہ explosive transportation یا اس کی فروخت پر اس وقت پانچ سو روپیہ سزا ہے۔ آپ بتائیں کہ اتنے بڑے واقعات ہوتے ہیں تو ان کے لیے that was nothing, I thank God, Cabinet نے clear کیا ہے۔ میری آپ کے ذریعے اپنے سارے سینیٹ اور نیشنل اسمبلی کے معزز ممبران سے request ہے کہ اگلے پانچ سات روز

میں، دو دو دن میں بھی بل پاس ہوئے ہیں، یہ Bills جو ہماری آنے والی نسلوں کے لیے ہیں اور law and order کے لیے نہایت ہی ضروری ہیں ان کو ضرور clear کیا جائے۔ میں one by one questions کو بھی لے لیتا ہوں۔ فرحت اللہ بابر صاحب نے یہاں پر دو بندوں کا ذکر کیا تھا کہ وہ جیل custody سے بھاگ گئے تھے۔ کنٹونمنٹ کی ایک بیرک تھی اس میں لشکر جھنگوی کے دو بندے عثمان کرد اور بادینی نام تھے، یہ بلاشبہ duty change کرتے ہوئے بھاگے اور جو لوگ اس میں ملوث تھے ان کو سزا ہوئی، ان کے خلاف action لیا گیا۔ ہاں، اگر وہ اس وقت پکڑے جاتے تو آج لشکر جھنگوی کا اتنا بڑا role بلوچستان میں نہ ہوتا۔

جناب چیئرمین! اب شیرانی صاحب تو چلے گئے ہیں لیکن انہیں پتا ہونا چاہیے کہ یہ کون ہیں جنہوں نے میرے چالیس ہزار innocent لوگوں کی جانیں لیں، وہ طالبان ہیں، میں ان کو ظالمان کہتا ہوں اور بڑا openly کہتا ہوں۔ اس کے علاوہ ان کے ساتھ معاہدے بھی ہوئے۔ ہمارے مولوی صاحبان جو مالاکنڈ اور سوات سے ہیں ان کو پتا ہے کہ کن کن کے ساتھ ہوئے۔ اس وقت جتنے طالبان گرفتار ہیں ان کی تفصیل بھی آپ کے پاس ہے۔ جہاں تک تعلق action against لشکر جھنگوی یا دوسرے دہشت گردوں سے ہے اس میں کراچی پولیس نے بہت کام کیا۔ اس وقت 30 لشکر جھنگوی، سپاہ صحابہ اور جیش محمد کے لوگ پکڑے ہوئے ہیں اور ان کی investigation کے ذریعے اور بھی کافی پکڑ دھکڑ ہو رہی ہے۔ ابھی جو واقعہ 19 فروری کو کوئٹہ میں ہوا اس کے لیے ہم نے باقاعدہ written information provincial Government کو دی، وہ اس وقت record پر موجود ہے۔ اس میں ہم نے انہیں واضح طور پر بتایا کہ کوئی واقعہ فلاں وقت ہو سکتا ہے۔ اس particular case میں میرے پاس alerts موجود ہیں، ان میں سے تین relevant alerts ہیں، میں سارے تو نہیں پڑھنا چاہوں گا لیکن تھوڑی سی تفصیل ضرور دوں گا کہ پہلا alert 5 February, 2013 کو دیا گیا اور ایک alert first February کو دیا گیا اور باقاعدہ طور پر کہا گیا کہ reportedly terrorists, ex- Baloch Liberation Army prepared a remote control improvised explosive device against anywhere at Siryab Road in next few days likely to be fitted with time device یہ alert ان کو پہلے بھیجا گیا۔ ایک 27 January کو alert بھیجا گیا reportedly the terrorists are likely to conduct suicide bombing attack against Hazara Shia Community in the near future. یہ

تین ہیں لیکن میرے پاس پانچ بڑی detail کے ساتھ ہیں، یہ ہم نے وہاں کی پولیس کو بھجوائے ہیں۔ اب میں آپ کی اور اپنے colleagues کی information کے لیے کچھ add کروں گا کہ ایک established fact ہے کہ القاعدہ، بی ایل اے اور لشکر جھنگوی کی آپس میں nexus ہے اور یہ terrorist attack میں involve ہیں۔ آج تک جتنے بھی terrorist attack Pakistan کے مختلف حصوں میں ہوئے ہیں، 80% سے زیادہ لشکر جھنگوی کے لوگ ان میں ملوث ہیں اور انہوں نے بہت سے claims بھی کیے ہیں۔ آپ نے مالاکنڈ، سوات میں ان کا role دیکھا۔ اس کے علاوہ پہلے جو بھی واقعہ ہوا، اس میں بھی claim لشکر جھنگوی کا تھا۔ اب لشکر جھنگوی جس کے origin کا آپ کو پتا ہے کہ جھنگ ہے۔

جناب! میں House کی attention چاہتا ہوں۔ آپ میری طرف متوجہ ہوں۔

جناب چیئرمین: وہ آپ کی بات سن رہے ہیں، آپ Chair کو address کریں اگر کوئی inattentive ہے تو پھر یہ اس کی responsibility ہے۔ بہرحال آپ مہربانی کر کے Chair کو address کریں۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: شکریہ۔ جناب! پہلے بھی جو ایسا معاملہ ہوا اس میں بھی لشکر جھنگوی involved تھا۔ لشکر جھنگوی کا origin جھنگ ہے اور آج بھی ملک اسحاق اور اس کے ساتھی موجود ہیں اور ان کے خلاف action کی ضرورت ہے۔ میں نے تنگ آ کر کل سارے صوبوں کو لکھا ہے کہ جہاں جہاں لشکر جھنگوی کے لوگ ہیں وہ proscribed ہیں، اس وقت 3117 proscribed organizations کے لوگ schedule-4, ATA میں موجود ہیں، ان کے خلاف action کی ضرورت ہے۔ یہ جو واقعہ ہوا اس میں پہلی دفعہ liquid bomb استعمال ہوا جو کہ ایک water bowzer میں لے جایا گیا جس میں Diesel, Calcium Chloride اور فاسفورس استعمال ہوا۔ اس لیے اس میں آگ کے بگولے بہت زیادہ مقدار میں تھے۔ اس explosive کی transportation لاہور سے ہوئی اور کل وہ بندہ arrest ہو گیا ہے۔ وہاں پر جو لشکر جھنگوی کے امیر ہیں ان کی جگہ پر جب raid کیا گیا تو وہاں چار بندے encounter میں مارے گئے اور یہ وہ بندے ہیں جنہوں نے ایک جج کو اور ایک بڑے مشہور politician کو بھی شہید کیا اور وہاں پر at the spot باقی اور سات لوگ پکڑے گئے اور اس میں جس بندے نے bomb devise کیا تھا وہ اور جو بندہ handler تھا وہ تقریباً سارے round up ہوئے

ہیں۔ ہمیں ان کی جو interrogation report ملی ہے اس کے مطابق ان کا sub-headquarter کراچی میں ہے اور اس وقت main headquarter پنجاب میں ہے۔ میں نے پنجاب گورنمنٹ کو لکھا ہے کہ اب چونکہ حد ہو گئی ہے تو جتنے لوگ proscribed تھے انہوں نے دوسری جماعتوں میں یا تو پناہ لے لی ہے یا وہ مختلف قسم کی چھوٹی چھوٹی organizations بنا کر اپنا کام کر رہے ہیں۔ I hope the concerned Governments will take action on that اس کے علاوہ جو ہمارا further course of action ہے اس میں ہم کوشش یہ کر رہے ہیں کہ جتنی maximum input آپ intelligence کی لے سکتے ہیں وہ ہم دینے کے لیے تیار ہیں اور دے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ کہہ دینا کہ intelligence کا failure ہے I will not endorse it اور یہ بھی کہنا کہ وہ حرام کی کھا رہے ہیں وہ بھی غلط بات ہے، میں آپ سے کہوں گا کہ حرام کا لفظ record سے حذف کیا جائے کیونکہ ایسی چیز record پر نہیں رہنی چاہیے، جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والوں کے لیے ایسے الفاظ استعمال نہیں ہونے چاہییں۔ لہذا اس وقت ساری چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے خلاف action لینے کے لیے فیصلہ کیا جائے۔ کل میں نے خود IGFC headquarter کا visit کیا اور میں اب ایک پورا لائحہ عمل بنا کر advice دے سکتا ہوں کیوں کہ میں ان کو پابند نہیں کر سکتا۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس پر وہ عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ سریاب روڈ جو کہ تقریباً نو سے دس کلومیٹر ہے اس کے متعلق میں نے کہا کہ اس کو red zone declare کر کے آپ اس پر سخت کارروائی کریں۔ امید ہے کہ جو ہم نے طریقہ کار اپنایا ہے اس سے ہمیں way forward ملے گا۔

اب سوال یہ ہے جیسے بنگش صاحب نے فرمایا کہ ملک صاحب کہتے ہیں کہ باہر کی طاقتیں ملوث ہیں، وہ بولتے نہیں ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ جب میں نے پہلے ایک دفعہ یہاں پر briefing دی تھی تو میں نے افغانستان کا ذکر کھل کر کیا تھا اور آج بھی میں کہتا ہوں کہ فضل اللہ کہاں ہیں، فقیر محمد کہاں ہے، BLA والے کہاں ہیں؟ میں جو آپ سے عرض کر رہا تھا کہ BLA, القاعدہ اور لشکر جھنگوی کے annexes کی evidence ہمارے پاس ہے۔ جس دن میں in House briefing دوں گا تو اس کی تفصیل بھی آپ کو بتا دوں گا۔ اس کے علاوہ اور گروپس بھی کام کر رہے ہیں۔ جناب! ایک باقاعدہ سازش تیار ہوئی ہے، اس سازش میں بلوچستان کو توڑنے کے پورے پروگرام تھے۔ میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ ہماری حکومت نے اس پر بہت کام کیا۔ میں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ جب

Switzerland سے call پاکستان، بلوچستان میں آتی ہے، تو وہاں grenades بھی پھٹتے ہیں، لوگ بھی شہید ہوتے ہیں، موت سے سر کاٹنے تک سب کے پیسے separate ہیں اور بتائے بھی گئے ہیں آئندہ بھی بتائیں گے۔ افغانستان سے بلوچستان کو جو بھی سپلائی ہوتی ہے اس کی تفصیلات موجود ہیں اور بھی تفصیلات ہم دے دیں گے۔ مثال کے طور پر اس وقت جو پاکستان میں افغان مہاجرین ہیں ان کی وجہ سے ہمارا 30% crime rate اوپر گیا ہے۔ میں بڑا openly confess کروں گا کہ ان کیمپوں میں ہماری پولیس نہیں جا سکتی۔ اگر جاتے ہیں تو آگے بچے اور عورتیں کھڑی ہو جاتی ہیں لہذا ہمارے لیے ایک نہیں، بہت سے مسائل اکٹھے ہیں لیکن ایک چیز طے ہیں کہ جو لوگ پکڑے جاتے ہیں، پولیس کا کام ہے پکڑ کر لے جانا، prosecutor کا کام ہے prosecute کرے، جج اس کی جو بھی conviction کرے، اب ہمارے ہاں conviction rate تقریباً ہے ہی نہیں، it is very minimum اور اس میں bail کی provision بھی ہے اگر act میں provision نہیں ہے تو وہ human rights میں مل جاتی ہے۔ بہرحال ہمارے سامنے کراچی میں بھی ہوا کہ لوگوں نے سو سو بندے مارے اور ضمانت ہو گئی، پچاس کی figure ہے اور ضمانت ہو گئی، آج بھی لوگ پکڑے جاتے ہیں ضمانت ہو جاتی ہے۔ دور کیا جانا عدنان رشید سے لے کر وہ لوگ جنہوں نے GHQ پر حملہ کیا یا دوسرے جرنیلوں کو شہید کیا ان کی بھی ضمانت ہو گئی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں parliamentarians کی حیثیت سے سر جوڑ کر بیٹھنا ہو گا کہ ہم کون سا قانون لائیں۔ آپ اپنی law enforcement forces کو اپنے قانون سے طاقت ور کر سکتے ہیں۔ لہذا میری آپ سے درخواست ہو گی، آج تاریخ میں جائیں، اچھے نام کے ساتھ جائیں گے اور میرے ساتھی بھی اچھے نام سے جائیں گے اگر یہ فیصلہ کرنا ہے کہ یہ تینوں بل at least ATA next week clear کر دیں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اگر سب لوگ اکٹھے ہو کر fair trial Bill pass کر سکتے ہیں تو اس کو کیوں نہیں کر سکتے۔ اس سانحہ کے متعلق باقی تفصیلات مجھے کل یا پرسوں آ جائے گی وہ میں انشاء اللہ پیش کر دوں گا۔

میرے دوست جو کہتے ہیں کہ مرکزی حکومت ناکام ہو گئی، ارے بھائی کیسے ناکام ہو گئی، law and order تو مسئلہ ہی صوبائی ہے، اگر آپ آبادی کے حساب سے دیکھیں تو 50% سے زیادہ تو پنجاب ہے، اس کے بعد سارے صوبوں کو تقسیم کر دیں، major حصہ کس کے پاس جاتا ہے، پنجاب کے پاس جاتا ہے، دوسرے صوبوں کے پاس جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ روزانہ جو پوچھ گچھ مجھ سے ہوتی ہے، میں تو پالیسی دیتا ہوں، intelligence دیتا ہوں صوبوں کے چیف منسٹرز کو بلایا جائے، خاص

طور پر جس دن میں ان کیمرہ بریفنگ دوں گا ان کو بلالیں، تا کہ اگر وہ سمجھیں میں غلط کہہ رہا ہوں تو وہ مجھے ٹوک دیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہم سب کو بہتر ہو کر کام کرنا پڑے گا اور جو law enforcement agencies والے جانیں دے رہے ہیں بجائے ان پر تنقید کی جائے، ان کی تھوڑی تعریف بھی کر دیں تو اچھا ہو گا۔ میں یہ بات دوبارہ کروں گا کہ advance میں intelligence دے کر confusion ہو جاتی ہے، یہ ہمارا فرض ہے۔ دوسرا یہ کہ جو ہماری forces ہیں ان کو مارتے نہیں ہیں، dry up نہیں کرتے، source information لیتے ہیں، یہ نہیں کہ terrorists آ کر کوئی information دیتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو paid ہیں، آپ کی electronic intelligence ہے، human intelligence ہے، private based source intelligence ہے، اس کی بنیاد پر جو ہم بتاتے ہیں اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ ہو سکتا ہے دس حادثے ہونے ہوں اور وہاں پر شاید ایک ہو۔ میں یہاں پر یہ بھی عرض کر دوں کہ یہاں پر بڑی criticism ہوئی، باہر بھی ہوئی کہ میں نے موبائل فون بند کر دیے۔ پانچ occasions پر میں نے ٹیلی فون بند کر دیے۔ ان مواقع پر نہ کوئی target killing ہوئی، نہ وہاں پر بم دھماکہ ہوا۔ اس پر میں نے خود orders کئے جو illegal SIMs ہیں وہ بند ہوں، service provider سے کہا کہ بند کریں، ہر ایک کو اپنا بزنس زیادہ عزیز ہے، وہ وزیراعظم صاحب کے پاس پہنچ گئے، انہوں نے commit کیا کہ ہم تین مہینے میں ختم کر دیں گے وہ وقت بھی اٹھائیس فروری کو ختم ہو رہا ہے۔ اگر ساری SIMs biometrically check ہو جائیں اور illegal SIMs ختم ہو جائیں، آپ کے اسی فیصد bomb blasts ختم ہو جائیں گے کیونکہ آج کل سب سے سستی easy, controllable, manageable چیز موبائل فون ہے اور مارنے کے بعد لوگ بھاگ بھی جاتے ہیں۔ ابھی مجھے خبر آئی ہے کہ جو دھماکہ سڑک پر ہوا ہے اس میں بھی موبائل سم استعمال ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں سے کچھ ایسی direction جانی چاہیے جس میں قوم کو بڑا clear message جانا چاہیے کہ وہ چیزیں جو terrorism کو contribute کر رہی ہیں اس کو ختم ہونا چاہیے، اگر ہم قانون نہیں دیں گے، اگر direction نہیں دیں گے تو پھر directionless رہیں گے۔

Let us not be a directionless nation, let us come up as a nation with direction, with a clear prospective and clear objectives. The objective is to finish the terrorism.

آخری الفاظ کہوں گا، شیرانی صاحب نے بات کہی کہ رحمان ملک نے کہا کہ طالبان نہیں ہیں، میں آج بھی کہتا ہوں کہ طالبان ہیں، طالبان ساری گڑ بڑ کر رہے ہیں، چالیس ہزار بندے انہوں نے مارے ہیں۔ ہاں، میں نے یہ کہا کہ اس وقت کراچی میں طالبان نہیں کر رہے ہیں۔ اس لیے کہ میرے پاس proof ہے کہ کون کر رہے ہیں اگر میں کوئی بات کہتا ہوں تو وہ صرف for the heck of saying نہیں کہتا بلکہ مجھے پتا ہوتا ہے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔

I always have substantive evidence and based on substantive evidences, I send the evidence to the provinces and always give statement what is good for the nation, what is good for the law enforcers and what is good for the security of the country. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Item No.2. Senator Islamuddin Shaikh *sahib*.

اس کو کون move کرے گا؟ جی Leader of the Opposition

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد حزب اختلاف): جناب والا! ہو سکتا ہے کہ Interior Minister کو جانا ہو، وقت طے کر لیں for the in camera briefing. وہ issue حل ہو جائے وہ pending ہے۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: کل exact date بتاؤں گا کہ کب briefing دوں گا۔

Mr. Chairman: We can wait for tomorrow.

سینیٹر اے رحمٰن ملک: ایک چیز اور میں عرض کروں گا کہ کسی کی تضحیک نہیں ہونی چاہیے، کل اس طرف سے میرے ایک دوست نے کہا کہ جب briefing کا وقت آیا تو بھاگ گئے، ان کا گلا خراب ہو گیا، وہ بھاگ گئے، یہ گلا میں نے خود خراب نہیں کیا، یہ ان کا بھی ہو سکتا ہے، میرے خیال میں ایک دوسرے کی عزت کرنا سیکھنا چاہیے۔

Mr. Chairman: Thank you. It has been clarified from you.

اسلام الدین شیخ صاحب؟ where is the Leader of the House? آپ move کریں گے؟

سینیٹر اسلام الدین شیخ: نہیں، صمصام بخاری صاحب۔

Mr. Chairman: Item No.2 stands in the name of Mr. Qamar Zaman Kaira, Minister for Information and Broadcasting, please move the resolution. Minister of State for Information would move this.

Syed Sumsam Ali Bokhari(State Minister for Information and Broadcasting): Sir, I move that the Senate of Pakistan resolve to extend the Service of Pakistan (Redressal of Under-Representation) Ordinance, 2012 (Ordinance No. VII of 2012) for a further period of one hundred and twenty days with effect from 29th January, 2013 under proviso to sub-paragraph (ii) of paragraph (a) of clause (2) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

Mr. Chairman: Raza Rabbani *sahib*, do you want to speak on this?

Senator Mian Raza Rabbani: No sir, I do not want to speak on this but I am just saying that from the language of the resolution it appears as if the ordinance is already lapsed. That is why it is being given retrospective effect from the 29th of February. So, that means it is already lapsed. They should get it checked with the law department that whether through a resolution it can be extended with retrospective effect. According to me Article 89's wording is not that.

What they would now need to do is to issue a fresh ordinance and then lay that ordinance over here. That is perhaps something it would be permissible but they should have it double checked because it may not happen that this ordinance is then challenged and then struck down on the bases that it had lapsed and subsequently a resolution passed.

So I would request you that heavens will not fall for a day, let us look at it and let them also get the opinion of the Law Minister on this and then tomorrow we can pass it. He has moved it but let him be passed and taken it tomorrow. So, we can also look at it and Law Minister can also.

Mr. Chairman: You mean to say that it should have been moved within 120 days. That is your point.

Senator Mian Raza Rabbani: It should have been moved within that period or on the day it was expiring and whether now it would be possible for it to be moved after it has expired under the clause of an extension. Issuance of a fresh ordinance yes, that provision is there with them. They make a slight change here and there and issue a fresh ordinance. That would be permissible but this question should be looked at because it can go before a court.

Mr. Chairman: It is a legal issue. Yes, Leader of the Opposition.

Senator Mohammad Ishaq Dar Thank you very much Mr. Chairman. I endorse the same point.
میرے دو points ہیں، ایک تو وہی ہے جو میرے honourable colleague رضا ربانی
صاحب نے کہا کہ یہ already lapse ہو چکا ہے اور Clause 2 Paragrah (a) of
relevant Article 89, if I am not wrong, اس میں بڑا clear ہے کہ آپ اس کے
lapse ہونے سے پہلے revalidate کر سکتے ہیں لیکن having said that, I think the
intention was only under emergency. پچھلے 120 دنوں میں کتنے session ہوئے
ہیں دونوں Houses کے، حکومت نے اس کو کیوں نہیں properly legislate کیا۔ کیا bar
تھا۔ یہاں ایسے موقعے بھی آئے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی کام نہیں تھا اور یہاں ہم فارغ بیٹھے ہوتے تھے
اور پورے وقت کو point of order کے ذریعے consume کر رہے ہوتے تھے۔ آج کل تو

this shows total non– میں سمجھتا ہوں کہ بھی نہیں ہے۔ Question Hour
itself یہ جو کرتا ہوں endorse میں اس کو بالکل seriousness of the Government.
lapse ہو گیا ہے اور میرا بھی وہی point ہے لیکن میں یہ بھی emphasize کروں گا کہ ہم پچھلے
why they تھا، live business، قومی اسمبلی کئی مرتبہ ملی ہے، 120 دنوں میں کئی مرتبہ ملے ہیں
could not just bring the legislation and get it converted into a
proper Act. I think it is not very ideal. ٹھیک ہے کہ اس میں provision ہے لیکن
اس میں provision کو استعمال کرنے کی ضرورت نہیں نظر آتی۔ یہ provision اس صورت میں
rarely and exceptionally استعمال کریں جب آپ کے دونوں ایوانوں کا اجلاس نہیں ہو رہا ہو
لیکن یہاں تو regular sessions ہو رہے ہیں دونوں ایوانوں کے پچھلے کئی ہفتوں سے اور کئی
مہینوں سے۔ لہٰذا میرے خیال میں یہ ٹھیک نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے، obviously, I don't think, this is my instant reaction that if this Bill can't be extended retrospective under any circumstances. آپ خود بھی وکیل ہیں، آپ پڑھ لیں، اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے، it had to be done before it would have expired for another 120 days.

Mr. Chairman: Probably it was never laid before any House. If it had been laid before any House, it would have been treated as a Bill. You mean to say that.

اگر 120 دنوں میں یہ کسی ایک House میں بھی table ہوا ہوتا تو it would have been treated as a Bill.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں Resolution کی بات کر رہا ہوں کہ اگر Resolution بھی پیش کرنی تھی تو اس کی expiry سے پہلے کرواتے۔ وہ تو ان کے پاس choice تھی کہ اگر یہ Bill لے کر آتے تو بہت ہی اچھا ہوتا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس نئی روایت کو روکیں اور اسی وجہ سے ہی ہم نے اٹھارھویں ترمیم میں قدغن لگائی لیکن اس چیز کو بھی استعمال کر رہے ہیں جو sparsely use ہونی چاہیے تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کی expiry date سے پہلے یا تو Bill لے آتے یا Resolution pass کروالیتے but after expiry you can't do it now.

Mr. Chairman: Probably, it is being informed that the Ordinance lay

ہو گا which is treated as a Bill لیکن اب صمصام صاحب کو سن لیتے ہیں۔

سید صمصام علی بخاری: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ جو honourable رضا ربانی صاحب نے اور اسحٰق ڈار صاحب نے فرمایا ہے مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ ضرور check کرنا پڑے گا۔ Essentially this has come from the Establishment and as far as the rules are concerned, rules تو ٹھیک ہے کے مطابق ہونا چاہیے، so I don't have a problem with that کہ اس کو آج ہی کرنا ہے۔ میری اس میں صرف ایک درخواست ہے کہ as Raza Rabbani *sahib* has already stated کہ اگر تو یہ lapse نہیں ہوا ہے، I have to check it. یا تو مجھے ابھی وقت دے دیں تو I will check with the authority اور اگر نہیں ہوا تو پھر ٹھیک ہے، پھر یہ ایسے ہی ہو جائے گا۔ مگر اگر یہ lapse ہو چکا ہے تو ٹھیک ہے پھر کوئی مسئلہ نہیں ہے، then we will take it as a fresh one.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں عرض کرتا ہوں کہ اگر یہ lapse نہ ہوتا تو with effect from 29th January نہ لکھا ہوتا۔ اگر یہ lapse نہ ہوا ہوتا تو with effect from a certain date which has already passed should not have been written here. ویسے آپ اس کو کل تک check کروالیں۔

سید صمصام علی بخاری: یہ جو فرما رہے ہیں اس کی language سے تو یہی نظر آتا ہے لیکن اگر آپ مجھے اجازت دیں تو I can get it checked in 10 minutes.

جناب چیئرمین: صمصام بخاری صاحب، گزارش یہ ہے کہ it is a legal issue and the record of the Senate Secretariat shows that this was introduced as a Bill on 29th of January, 2013. I have checked it. یہ یہاں آ گیا but that was the last day. اب اس پر جو issue raise کیا ہے رضا ربانی صاحب نے that after the expiry of this Ordinance, can this Resolution

اس پر وزیر قانون صاحب آجائیں اور جو سوالات اٹھائے گئے ہیں ان کا کوئی be moved or not.
جواب دے دیں،
then we can proceed further. So, we defer it for tomorrow.

Syed Samsam Ali Bukhari: Ok sir. I don't have a problem with that.

Mr. Chairman: Yes, Shahi Syed *sahib*.

سینیٹر شاہی سید: شکریہ جناب چیئرمین۔ مردان سے ایک delegation اسلام آباد آیا ہوا ہے جو اس وقت Press Gallery میں بیٹھا ہوا ہے۔ میں اپنی طرف سے اور اس ایوان کی طرف ان کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی سعید غنی صاحب۔

سینیٹر سعید غنی: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں نے ایک Privilege Motion move کیا تھا۔ اگر مجھے اجازت دیں تو میں وہ پڑھ دوں۔

Mr. Chairman: Ok. you may move the privilege motion.

Privilege Motion

Senator Saeed Ghani: Thank you sir. I move that my privilege, as member of Senate of Pakistan and Chairman, Functional Committee on Government Assurances, has been breached due to non-cooperative behaviour of MD, OGDCL regarding certain matters of public importance. I tried to contact him time and again but he never bothered to attend or respond my call. It is, therefore, requested that this Privilege Motion may be admitted and referred to the concerned committee.

Mr. Chairman: Yes, Islamuddin Shaikh *sahib*.

Senator Islamuddin Shaikh: It is not opposed.

Mr. Chairman: So, this Privilege Motion is referred to the Standing Committee on Rules of Procedure and Privileges. Yes, Mohsin Leghari *sahib*.

سینیٹر محمد محسن خان لغاری: شکریہ جناب چیئرمین۔ جس طرح پہلے ایک item agenda پر تھا جس پر time bar کا معاملہ تھا، اسی طرح کی ایک اور چھوٹی سی چیز آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اپنے سمجھنے کے لیے۔ جناب والا! جمعے کے روز، 08 فروری کو on the business agenda, on the orders of the day, we did not have the South Punjab Bill being introduced there and then being referred to the Committee, but it was introduced as an amendment in the orders of the day and on 08th of February, you gave the committee ten days to submit a report. Those ten days expired on the 18th of February and today is the 20th. I tried to look through the rules here but I could not figure it out but when I was in the Punjab Assembly, whenever a committee had not finished its work, it would ask for an extension in submitting the report from the House. The House would approve to give them few more days, a week, or ten days, or something, but in this case this was not raised in the House. The permission was not sought from the House and the Committee met on the 19th and also on 20th whereas its mandate had expired on the 18th. So, will the proceedings of the Committee on Law and Parliamentary Affairs of the 19th and the 20th February, that was today, would they be in order or do they need to get an extension from the House?

Mr. Chairman: What is provided in the rules, ہمیشہ ایسا ہوتا ہے کہ پہلے period کو condone کرنے کی House request کے پاس آتی ہے۔ When House approves then the report is laid. So, let that time come. جب وہ لے کر آئیں گے تو

obviously, they would be requesting for condonation and then the matter would be placed before the House. Yes, Islamuddin Shaikh *sahib*.

سینیٹر اسلام الدین شیخ: میں اس میں ایک وضاحت دینا چاہوں گا کہ اس میں دس دن کا وقت دیا گیا تھا اور پانچ دن کے بعد ہی اس کمیٹی کی meeting رکھی گئی تھی اور اس کی تین دن meeting جاری رہی۔ یہ process جاری ہے۔

Mr. Chairman: Shaikh *sahib*, let it come in writing before the House.

Request secretariat میں آنے دیں، پھر اس کو دیکھ لیں گے۔ اگلا Item نمبر 3۔ اس پر ہمیں دیکھنا ہو گا۔ پچھلی مرتبہ بھی جو Money Bills کے حوالے سے بات ہوئی پھر ایک embargo ہے 14 دن کا کہ

within 14 days you have to send recommendations to the National Assembly. Probably this provision was made, particularly with reference to the Budget. Now, every Money Bill could not be treated in the same way as the Budget.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میرے خیال میں اس کو تھوڑا سا modify کر دیں کہ every Bill should not be declared to be a Money Bill. That would be a better articulation. یہ زیادتی ہو رہی ہے کہ ہر چیز کو آپ Money Bill کے سائے میں نہیں لا سکتے۔ اس پر کئی judgments آچکی ہیں۔ پہلے آپ بجٹ میں سب کچھ ڈال دیتے تھے، وہ بھی Money Bill کا حصہ ہوتا تھا۔ یہ practice ختم ہونی چاہیے اور دوسری بات جیسے آپ نے کہا کہ اگر یہی practice رہنی ہے تو پھر ہمیں Article 73 کو amend کرنا پڑے گا۔ One *viz a viz* the Finance Bill and the second is all other items which are declared there. ورنہ پچھلی مرتبہ ہم نے 14 دنوں میں وہ report دے دی۔ قومی اسمبلی بھی تو بیٹھی رہی، چاہے وہ سال بیٹھی رہے اس پر، مجھے نہیں پتا کہ انہوں نے اس کو پاس کیا ہے، کیا ہماری recommendations کو consider کیا ہے یا نہیں۔

Mr. Chairman: It should be examined.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جب یہ اس کو present کریں گے تو میں تو اس کو oppose کروں گا۔ It should have been brought as a normal legislation, why Article 73? یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آپ ہر چیز کو Article 73 کا cover دے دیں۔

جناب چیئرمین: دوسری بات یہ ہے کہ آپ اس کو بھی دیکھیں کہ صرف اس Finance Bill کے علاوہ جو باقی Bills ہیں، ان کے لیے اگر یہ قدغن لگتی ہے 14 دن والی تو یہ ضروری نہیں ہے کہ دونوں ایوان اس وقت meet کر رہے ہوں۔

This is something a lacuna in it and it should be examined. The House stands adjourned to meet again on Thursday, the 21st February, 2013 at 10:30 A.M.

(The House was then adjourned to meet again on Thursday, the 21st February, 2013 at 10:30 A.M.)